یا رب صل و سلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلہم

الحمد للہ کہ ذکر پاک رسول اللہ میلاد سائیہ ختمی پناہ بجوان نعمت

۱۳۰۵ھ ۔ ۱۳۰۵ھ ۔ ۱۳۰۵ھ

درۃ التاج ۔ رونق افزائے دانش و بینش

۱۳۰۵ھ ۔ ۱۳۰۵ھ

خیابان آفرینش

۱۳۰۵ھ

تالیف لطیف شیدائے جمال سراپا کمال حضرت بشیر و نذیر

مولوی منشی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

در مطبع شمسیہ واقع دار الشفاء حیدرآباد دکن طبع گردید

رجسٹری شدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قابلِ ملاحظۂ ناظرین

مؤلفِ حقیر فقیر امیر عرض کرتا ہے کہ جب نعتیہ مسدسات ذکرِ شاہِ انبیا صبحِ ازل۔ لیلۃ القدر۔ شامِ ابد بار بار چھپے اور شیوع پا چکے تو قصد ہوا کہ ایک میلادِ شریف نثر میں لکھا جائے۔ اور اُس میں تصحیحِ روایات کا بہت اہتمام کیا جائے مگر دنیا کے مکروہات سے یہ ارادہ پورا نہ ہوتا تھا۔ ہر امر ایک وقت پر موقوف ہے۔ اب اس کا وقت آگیا کہ یہ میلاد شریف جس میں تکلفاتِ شاعرانہ و منشیانہ کو اس ڈر سے کہ مبادا کہیں حد سے تجاوز ہو جائے۔ دخل نہیں دیا گیا۔ صاف صاف عبارت میں مستند اور معتبر سیر سے منتخب کر کے لکھا اور تاریخی نام "خیابانِ آفرینش" رکھا۔ اور محامدِ خاتم النبیین دیوان نعتیہ کو جو بے اتفاقیِ اربابِ مطابع سے بار بار مطبوع ہونے میں نہایت غلط ہو گیا تھا تلامذہ نے صحیح کیا۔ اور فقیر نے بہت سی نئی غزلیں اور چند مناجاتیں جو اگلے دیوانِ نعتیہ کے بعد موزوں ہوئی تھیں اپنے اپنے مقام پر بڑھا کر میلاد شریف کا ضمیمہ کر دیا۔ تاکہ جس کا جی چاہے مقاماتِ مناسب پر میلاد پڑھنے میں نظم اس دیوان سے پڑھے۔

تاریخ

اَرَّخْتُ مِیْلَادَ الرَّسُوْلِ الَّذِیْ یَسْتَغْنِیْ عَنِ التَّعْرِیْفِ ۞ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ الْکَرِیْمَۃِ مِنَ الْمُصْحَفِ الشَّرِیْفِ ۞ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمُ • الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا • سنہ ۱۳۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی آج کیا ہے کہ قلم اُٹھاتے ہی رُعب و ادب سے دل کانپتا ہے ہاتھ تھرتھراتا ہے کاغذ
کا رنگ فق قلم کا سینہ شق ہوا جاتا ہے سیاہی شرم سے پانی پانی ہوئی جاتی ہے صریرِ خامہ سے
فریاد کی آواز آتی ہے۔ کان رکھکر سُنیئے تو مَا دَبَّ یا قلم تَادَّبْ یا قلم کا شور برپا ہے شاید حمدِ الٰہی اور
نعتِ رسالت پناہی کا ارادہ کیا ہے بھلا یہ لق و دق میدان اور اس ضعیف البنیان کی جان کہ
ان میدانوں میں چلنے کا حوصلہ کرے اور وادیِ حمد و نعت طے کرنے کا دم بھرے جہاں
انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو عجز کا اقرار ہے۔ مقربانِ ملاءِ اعلیٰ کو معترف بہ تصور ہونے کا اظہار
ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی شان ایسی نہیں کہ سوا اُس کے کوئی اُسے پہچان سکے اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ وہ نہیں کہ انسان کا فرشتہ بھی اُس کو جان سکے یہ دونوں
صحرا ناپیدا کنار ہیں ملائکہ و جن و بشر سب یہاں ناچار ہیں حمد میں اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ
عَلٰی نَفْسِکَ پڑھ کر خاموشی چاہیے اور نعت میں ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
لکھکر از خود فراموشی واجب ہے اس جگہ یہ عبارت خلاصہ حمد و نعت و منقبت پڑھکر مناجات مناسب ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ عِنْدَ نَفْسِہٖ وَبِرَسُوْلِ اللّٰہِ کَمَا ھُوَ عِنْدَ رَبِّہٖ وَبِاٰلِہٖ وَصَحَابِہٖ کَمَا ھُمْ عِنْدَ نَبِیِّھِمْ

مناجات

خداوندا کہاں سے وہ زبان پاؤں کہ تیرے احسانات کا شکر بجالاؤں۔ خارستانِ عدم سے گلستانِ وجود میں لایا ظاہری اور باطنی حواس عطا فرماکر دنیا کے کانٹوں اور پھولوں میں تمیز کا رستہ بتایا اور آخرت کا نفع اور ضرر بتانے کے واسطے انبیا پیدا کیے۔ جنھوں نے وہاں کے نیک و بد سے آگاہ فرمایا وعظ و نصیحت کے چراغ روشن کرکے جنت کا راستہ دکھایا علی الخصوص خواجۂ ہیژدہ ہزار عالم جانِ جانانِ ملائکہ و نبی جانِ آدم سرورِ کل ہادیِ سُبُل خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واہل بیتہ وذریاتہ واشیاعہ واتباعہ اجمعین کو مبعوث کرکے مرتبہ ہدایت کو کمال پر پہنچایا۔ یا اپنی رحمتِ کاملہ کو مجسم کرکے عاصیانِ سیہ کار گنہگارانِ تیرہ روزگار کا بیڑا پار لگا دیا۔ قطع نظر جمالِ صوری اور کمالِ معنوی اور آیاتِ ظاہرہ اور معجزاتِ باہرہ کے اگر حضرت رحمۃ للعالمین کے محاسنِ جمیلہ اور اخلاقِ جلیلہ حسن سلوک و مراعات کو امت محمدی دیکھے تو انصاف یہی چاہتا ہے کہ جان و دل نثار کرے آپ کا نقشِ قدم جب زمین پر پڑے وہاں کی خاک کو کحل الجواہر سمجھ کر آنکھوں میں جگہ دے خلوت میں آپ ہی کی فکر ہو جلوت میں آپ ہی کا ذکر ہو مجلس کرے اور آپ کی محبت کا دم بھرے نام نامی دل میں ہو اور درود شریف زبان پر کبھی میلاد شریف کا مذکور ہو کبھی کیف کیفیاتِ معراج سے محظوظ۔

تالیف کا سبب

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر سراپا تقصیر امیدوارِ رحمتِ ربِ قدیر آیندہ مندِ شفاعت بشیر و نذیر امیر احمد امیرؔ غفر لہ اللہ السمیع البصیر عرض کرتا ہے کہ ایک مدت سے مسلمانوں

میں مولد شریف پڑھنے اور حضرت کے فضائل ومحامد بیان کرنے کا چرچا ہے اور یہ چرچا اگر
ناجائز امور سے پاک ہو تو دین اسلام کی اس سے بہت تقویت ہوتی ہے۔ اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی ہے جس کا دل محبت کی چاشنی سے ذرا بھی آشنا ہے
اُس کو اس محفل کے خیر و برکات کا مزہ ملتا ہے۔ عاشقانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے واسطے یہ مجلس ایسا چمن ہے کہ اُن کا دل یہیں آکر کھلتا ہے اکثر علمانے اس کے
استحسان کا اقرار کیا اور بدعتِ حسنہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے لیکن بڑی مشکل یہ آپڑی ہے کہ
روایاتِ مولد شریف میں سے آپ کے ایامِ طفولیت کا حال صحاح میں بہت کم پایا جاتا ہے
اور علمائے محققین کی نظرِ دقیق میں ہر کتاب کی ہر روایت کا اگرچہ وہ بڑے عالم معتبر کی
تصنیف ہو اس باریک بین نظر سے اعتبار نہیں ہوتا کہ تصنیفات کی تین (۳) حالتیں ہیں ایک یہ
کہ فضلائے زمانہ طالب علمی میں اساتذہ کے دکھانے کو اور تالیف میں مشق بہم پہنچانے
کو اظہارِ استعداد کی نظر سے کسی کتاب کی شرح یا اُس پر حاشیہ لکھا یا جُداگانہ کوئی کتاب
تالیف کی تاکہ اُستاد کو دکھائیں اور اپنی استعداد کا امتحان دیں اور اُستاد نے اُس کو دیکھا
بھی مگر اس لحاظ سے کہ یہ ابھی نومشق ہیں اُس میں اس قدر دخل جو تحقیق کامل کے
مرتبہ پر زیبا ہے نہ دیا۔ اور شاگرد کے دل بڑھانے کے واسطے اُس کے مرتبہ علمی پر نظر کر کے
پسند کر لیا اور یہ خیال کیا کہ استعداد بڑھتے بڑھتے یہ خود اس کے محو اثبات اور کھوٹے کھرے
روایات کے پرکھنے پر قادر ہو جائیں گے اور کاٹ چھانٹ کر آپ ہی بنا لیں گے۔ دوسری
صورت یہ ہے کہ کسی نے کوئی ذخیرہ جمع کرنا شروع کیا اور پہلے سب رطب و یابس ضعیف و
قوی مضامین کو جنگ یا بیاض کی طرح اس غرض سے جمع کر لیا کہ اس ذخیرے پر نظر کر کے
صحیح کو سقیم سے اور قوی کو ضعیف سے جُدا کر لیں گے اور پھر کم فرصتی یا موت نے مہلت نہ
دینے سے مقصود میں کوشش کی نوبت نہ آئی اور وہ ذخیرہ بغیر نظر ثانی کے یونہی رہ گیا تو ان
دونوں صورتوں کے تالیفات باوجود اس کے کہ اُن کے مؤلف علامہ روزگار اور امامِ فن ہو گئے

اعتبار سے ساقط رہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مصنف نے کتاب تصنیف کی اور اُس کے
شاگردوں نے اُس کے مضامین میں استاد سے بحث کی اور اُس عہد کے لوگوں نے مناظرے کیے اور
وہ کتاب پڑھنے پڑھانے میں آئی اور جہاں جہاں درستی کے قابل تھی وہاں ان مباحث و مناظرات
موافق و مخالف سے درست ہوگئی۔ اور فضلائے عصر میں متداول ہوئی اور اُسپر شرحیں اور
حواشی لکھے گئے تو یہ تیسری قسم کی تصنیف محل نظر و جائے کلام نہ رہی۔ ایسی کتابوں سے نقل کرنا
بے تکلف جائز ہے مگر چونکہ عوام بلکہ بعض خواص کی نظر بھی اس تدقیق کی طرف نہیں جاتی اور صرف
مصنفین کا نام دیکھکر بغیر اس کے کہ تالیف کی حالت پر نظر کریں اور سوچیں کہ یہ کس قسم کی تصنیف ہے
اُن سے روایات لے لیتے ہیں تو اُس میں جرح و قدح کی بہت گنجائش پائی جاتی ہے حالانکہ اُن
مصنفین کا مرتبہ بیشک اُس سے بلند ہے کہ اُن سے پست مرتبے کے لوگ اُن کی تصنیفات میں
کلام کریں اور دخل دیں مگر اس کو کیا کیا جائے کہ جس زمانے کی وہ تصنیف ہے اُس زمانے
پر اُس مصنف کا پایہ ایسا بلند نہ تھا جو عنوانِ تالیف ہے وہ اس حد کمال کو نہ پہنچ سکا جو
مصنف کا مقصود تھا۔ الغرض روایاتِ مولد شریف کا بھی یہی حال ہے کہ اکثر روایتوں میں تنقیح
و تصحیح کی بہت حاجت پڑتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب علماء و فضلا کو اسکی تصحیح میں ایسے
کنج کاوی احتیاج ہے تو اور انشاپردازوں اور شاعروں کے لکھنے کا اس باب میں کیا
اعتبار رہا اور اُن کی لکھی ہوئی عبارتیں جیسی کہ کہیں کہیں مشہور مولدوں میں پائی جاتی ہیں کیونکر
قابل اعتماد ہو سکتی ہیں۔ ان وجوہ سے اس ہیچمداں کو یہ خیال ہوا کہ ایک رسالہ ایسا لکھا جائے
جس کے پڑھنے سننے میں اہل علم و فضل کو مطلق تامل نہ ہو۔ اور تکلفاتِ شاعرانہ تصنیفات
منشیانہ سے بالکل پاک ہو اس لیے کہ شاعری اور انشاپردازی میں کسی قدر حد سے تجاوز
ہو ہی جاتا ہے اور نقل روایات میں حد سے تجاوز کرنا سخت ہوا خدے سے ڈرتا ہے
یہ سوچ کر میں نے حقائق آگاہ سید محمد شاہ محدث خلف الرشید معارف پناہ
سید حسن شاہ محدث رامپوری سے رجوع کی اور سید صاحب نے کہ نہایت عالم باعمل

فنِ حدیث میں اکمل ہیں مولد امام برزنجی کو کہ عرب میں اکثر علمائے عرب کے حضور میں پڑھا جاتا ہے ترجمہ کیا۔ اور اس وجہ سے کہ اُس مولد میں قافیوں کی پابندی سے بیان میں تنگی ہے اور بڑے بڑے قصّوں کی طرف صرف اشارے ہی کیے گئے ہیں کہ عوام کی سمجھ میں نہیں آتے۔ اور خواص کو بھی تسکین نہیں ہوتی لہٰذا اُس کے ترجمہ کو متن قرار دے کر بضرورت مدارج النبوۃ اور بذل القوۃ فی سنی النبوۃ وغیرہ کتبِ معتبرہ سے اُس کی شرح و توضیح کی اور اپنے نزدیک روایاتِ معتبرہ جو صحاح اور سیر معتبرہ و مشہورہ کے موافق ہیں درج کیے۔ پھر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ مولد ایک کتاب سیر و تاریخ کی ہوتی ہے حدیث کی کتاب نہیں ہے کہ باب تصحیح میں فنِ حدیث کے قواعد اُس پر جاری کیے جائیں اور اُس نظر سے دیکھا جائے اس میں تو اسی قدر کافی ہے کہ کچھ روایات صحاح سے اور کچھ سیر مشہورہ سے لے لیے جائیں اور اگر ہر روایت کی فنِ حدیث ہی کے موافق تلاش ہو تو فنِ سیر و تواریخ بالکل اعتبار سے ساقط قرار پائے ان سب باتوں سے قطع نظر یہ بھی تو خیال کر لینا چاہیے کہ اس قدر تصحیح کی حاجت تو دین کے احکام ثابت کرنے والی روایتوں میں ضرور ہوتی ہے۔ یہ وجہ تالیف لکھنے کے بعد میں اپنے اُس قصور کا اعتراف کرتا ہوں کہ اس سے پہلے مسدّسات جن کے اسماء یہ ہیں ذکرِ شاہِ انبیا۔ صبحِ ازل۔ شامِ ابد۔ لیلۃ القدر۔ میں نے موزوں کیے اور وہ چھپ کر شائع ہوئے اُن میں بعضے روایات جیسے عکاشہ بن محصن کا قصہ ذکرِ شاہِ انبیا میں ہے قطعاً غیر صحیح ہیں اور جو روایات نامعتبرہ اُن مؤلفات میں موزوں ہوگئے ہوں۔ اُن سب سے میں توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اس توبہ کو قبول فرمائے۔ اِس رسالے میں صراحتاً اس توبہ کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ ناظرین میری اس خطا اور انابت پر آگاہ ہو کر حسبۃً للہ اجابت کی دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ اس توبہ کو قبول فرما کر اس رسالے کے صلہ میں محض اپنی رحمتِ کاملہ سے بطفیلِ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میری مغفرت فرمائے

آمین

فضائل مولد شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ما دامت السموات والارضین ۔ روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی لہب کو اُس کے مرجانے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ ابولہب تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ کچھ نہ پوچھو میرا حال بہت خراب اور دن دونا اور رات چوگنا عذاب ہے مگر شب دوشنبہ کو میانہ انگشتِ شہادت و وسطی سے کچھ پانی چوسنے کو ملتا ہے کہ اُس سے البتہ ذرا سی تخفیف عذاب میں ہو جاتی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ثویبہ نام میری کنیز ولادتِ پیغمبر آخرالزماں کی خوش خبری لے کر میرے پاس آئی تھی اور میں نے خوش ہو کر اُس کے آزاد کرنے کا اشارہ انھیں دونوں انگلیوں سے کیا تھا۔ علمائے حدیث و سیر رحمہم اللہ تعالیٰ اس روایت کو بیان کر کے لکھتے ہیں کہ جب ابولہب سے کافر کے عذاب میں جس کی مذمت قرآن مجید میں صاف وارد ہے۔ صرف اتنی خوشی سے تخفیف ہوئی تو دیکھنا چاہیے کہ مومنوں کو اس سرور کے صلے میں بارگاہِ شہنشاہ حقیقی سے کیا کچھ عطا ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ میں بارہویں ربیع الاول کو مکہ معظمہ کی مجلس میلادِ شریف میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ اثنائے بیان ولادت سراپا سعادت میں دفعتہً وہ مکان انوار سے معمور ہو گیا اور مجھ پر منکشف ہوا کہ یہ انوار اُن انوار ملائکہ مقدسین سے مخلوط ہیں جو اس بزم قدسی میں حاضر ہوا کرتے ہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُن انوار کو میں نے بچشمِ ظاہر دیکھا یا بدیدۂ باطن۔

حضرت کے نسبِ شریف کا بیان

حضرت سرورِ عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب اُن کا

نام شیبۃ الحمد ہے بن ہاشم ان کا نام عمرو ہے بن عبد مناف ان کا نام مغیرہ ہے بن قصی ان کا نام مجمّع ہے قصی اس واسطے ان کا خطاب ہوا کہ وہ بنی قضاعہ کے دور و دراز ملکوں میں گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ اُن کو مکہ معظمہ میں حرم شریف کی نگہبانی کے واسطے پھیر لایا۔ بن کلاب نام ان کا حکیم ہے بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر ان کا لقب قریش اسواسطے ہوا کہ وہ اپنے دین کے کاموں میں بہت سخت اور مضبوط تھے اور انھیں کی طرف سب قریشیوں کی نسبت ہے اور ان سے جو اوپر کی پشتیں ہیں اُن کا لقب کنانی ہے۔ بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک حضرت کے نسب کا ذکر احادیث صحیحہ میں علما کے اتفاق سے ثابت ہوا ہے اور عدنان سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک نسب شریف کا پہنچنا اس تصریح سے ثابت نہیں اس کو کچھ شک نہیں کہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہ السلام آپکے اجداد میں ہیں مگر ان صاحبوں کی پشتوں کے بعضے ناموں میں تقدم اور تاخر کا شبہ ہوگیا ہے اور احادیث صحیحہ سے وہ شبہ اختلاف کا نہ مٹا۔ اس وجہ سے علمائے محققین نے عدنان سے اوپر ذکر ترتیب میں سکوت کیا۔ سبحان اللہ یہ کیا اچھا نسب ہے کہ اللہ جل شانہ نے اس سلسلہ میں جملہ اکابر کو جاہلیت کے بُرے کاموں سے پاک رکھا ہے شیخ زین الدین عراقی محدث نے روایت کی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت کے جملہ اجداد کو افعال شنیعہ سے خاص حضرت کی بزرگی کی وجہ سے محفوظ اور پاک رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے اجداد سب پاکیزہ اور سردار رہے ہیں یعنی جس زمانے میں جس طور پر مرد و عورت کا نکاح صحیح ہوتا تھا اُسی طرح اپنے اپنے زمانے کی رسموں کے موافق ہوا کیا۔

حضرت کی آفرینش نور اور پیدائش سراپا پُر نور کا ذکر

سب سے پہلے حق تعالیٰ جل شانہ نے حضرت خواجہ ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سراپا سرور

پیدا کیا اور نبیوں اور رسولوں اور سرداروں کی پیشانیوں میں اُس کو امانت رکھا اور وہ نور ایک پیشانی سے دوسری پیشانی میں نقل کرتا چلا آیا یہاں تک کہ چودھویں رات کی چاند کی طرح عبداللہ بن مطلب کی پیشانی میں ظاہر ہوا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُس نور کا مرتبہ عالمِ شہود میں ظاہر کرنا چاہا تو اُس کو آمنہ بنتِ وہب کے رحم کی طرف لایا اور خوش خبری دی ایک دوسرے کو مشرق و مغرب کے چرند و پرند اور دریائی جانوروں اور جنوں نے کہ زمانہ ظہورِ حضرت رحمۃ للعالمین کا نزدیک آیا اور یہ خوش خبری آسمانوں اور زمینوں کی مخلوقات کو سُنائی گئی ۔ زمین سرسبز ہو گئی اور شاخیں درختوں میں تر و تازہ ہو گئیں اور غنچے شاخوں میں کھل گئے اور درخت باغوں میں خوب پھول پھل لائے حالانکہ قحط سے خشک ہو گئے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت کی پیدائش سے پہلے عرب میں کئی برس سے قحط تھا جب آمنہؓ حاملہ ہوئیں تو بارانِ رحمت کا جوش ہوا مینہ خوب برسا زمین پر سبزے کی کثرت سے فرشِ زمردین بچھ گیا۔ کھیتیاں ہری ہو گئیں اناج بہت سستا ہو گیا درختوں میں اتنے پھل آئے کہ ڈالیاں زمین پر جھک پڑیں لوگ ہاتھوں سے میوے توڑ لیتے تھے۔ قریش نے خوش ہو کر اُس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا یعنی فتح اور خوشی کا سال اور اُس شہنشاہِ عالم پناہ کی آمد آمد سے بڑے بڑے بادشاہوں کے تخت اُلٹ گئے اور بت اوندھے مُنہ گر پڑے اور آپ کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تیرے شکم میں تمام عالم کا سردار ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اُس کا نام محمدؐ رکھنا۔ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت سے پہلے یہ نام کسی کا نہیں رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نام پاک خاص آپ ہی کے واسطے مخفی رکھا تھا مگر جب یہ مشہور ہوا کہ نبی آخر الزماں کا نام محمدؐ ہو گا تو حضرت کے قربِ ولادت میں بعض عاقلوں نے اس آرزو میں کہ یہ وہی ہوں اپنی اولاد کا نام بھی یہی رکھ لیا تھا۔ ایامِ حمل میں آپ کی والدہ کو کوئی تکلیف و گرانی حاملہ عورتوں کی طرح معلوم نہ ہوئی اور جب حمل کے دو مہینے گزرے تو عبداللہ آپ کے باپ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی انھوں نے مکہ معظمہ سے

اپنے ماموں کے ساتھ ملکِ شام کی جانب سفر کیا تھا مدینۂ منورہ میں مہینہ بھر بیمار رہے اور ہرچند علاج میں کوشش کی گئی مگر وقت برابر آچکا تھا کوئی تدبیر سودمند نہ ہوئی اور وفات پائی جب موافق روایتِ صحیح کے چاند کے حساب سے نو مہینے حمل کے پورے ہوئے تو آمنہ کو دردِ زہ شروع ہوا در گلستانِ کائنات کے باغبان آسمانِ ممکنات کے کہکشان سرورِ انس و جاں سرورِ دل و جاں ۔ شرفِ اولین و آخریں ۔ افضلِ انبیا و مرسلیں ۔ شہریارِ ایوانِ دنیٰ فتدلیٰ ۔ شہسوارِ میدانِ قاب قوسین او ادنیٰ ۔ شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین مقتدائے انبیا رہنمائے اولیا پیشوائے اتقیا سیدِ اصفیا محبوبِ کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ۔ اشعار

پیدا ہوئے سرورِ دوعالم	پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ	محبوبِ خدا نبی مرسل	صبحِ دومینِ روزِ اوّل
	شاہنشہِ انبیا محمد	تاجِ سرِ اصفیا محمد	
پیدا ہوئے حضرتِ پیمبر	صبحِ قدرت کے سعدِ اکبر	واللیل اشارتے زمویش	والشمس عبارتے زرویش
	خورشیدِ سپہرِ دین محمد	نورِ عین الیقین محمد	
پیدا ہوئے قبلۂ طریقت	پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت	مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ	منظورِ حضورِ حق تعالیٰ
	سلطانِ فلک حشم محمد	مہرِ عرب و عجم محمد	
پیدا ہوئے بادشاہِ دیجا	آرائشِ تختِ لی مع اللہ	عینِ عرفان دمِ مردمِ عین	ابروے جبین قاب قوسین
	جان و دلِ مرسلین محمد	روحِ روح الامین محمد	
پیدا ہوئے خاتم النبیین	مہرِ فرمانِ عز و تمکین	با میم احد احمد بلا میم	شائستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
	گنجینۂ اصطفا محمد	آئینۂ حق نما محمد	

سلامِ جامیؒ

سلامٌ علیک اے نبیِ مکرم ۔ مکرم ترا ز آدم و نسلِ آدم

سلامٌ علیک اے زآبائے علوی
بصورت مؤخر بمعنی مقدّم

سلامٌ علیک اے زآبائے فطرت
طفیلِ وجودِ تو ایجادِ عالم

سلامٌ علیک اے زاسمائے حسنیٰ
جمالِ تو آئینۂ اسمِ اعظم

سلامٌ علیک اے بملکِ رسالت
ترا خاتم المرسلین نقشِ خاتم

سلامٌ علیک اے شناسا بصد سِرّ
کہ روح الامیں در یکے نیست محرم

سلامٌ علیک اے زاجرِ نوالت
مرا کشت زارِ امل سبز و خرّم

ہزاراں تحیّت ز حق باد فائز
بروحِ تو و آل و صحبِ تو ہر دم

بتخصیص آناں کہ ہستند با تو
بیک جا ز جنسیّتِ تام منضم

اگر فیضِ نورت نہ بودے نہ بودے
یکے ملّتِ کفر و اسلام باہم

دگر راہِ خلد از تو روشن نگشتے
کہ رستی ز ظلماتِ قعرِ جہنم

ز سعیِ تو شد فتحِ ابوابِ مغلق
ز نطقِ تو شد کشفِ اسرارِ مبہم

جزاک الذی عمّم جوداً و برّاً
وارضاک عنا و صلی و سلّم

توئی یا رسول اللہ آں بحرِ رحمت
کہ باشد محیط از عطائے تو یک نم

جگر تشنگانیم از رہ رسیدہ
ترحّم علینا بمارِ ترحّم

درون ہا فگاریم و دل ہا جراحت
ز لطفِ تو داریم امیدِ مرہم

[illegible] در دیارت
چو جامی ز بارِ گنہ پشت ہا خم

رجا واثق آمد ز فضلِ تو ما را
کہ این بار ہا گردد از پشت ہا کم

کشائی بہ تخلیصِ طالب کہ آمد
ترا فتحِ بابِ شفاعت مسلّم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ رُوحِ النَّبِيِّ الْمُطَهَّرِ شَفِیعِ الْوَرىٰ فِي یَوْمِ بَعْثٍ وَّمَحْشَرٍ بَشِیْرٍ نَّذِیْرٍ
سَیِّدِ الْقَوْمِ جُمْلَةً رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ خَیْرِ ذَاتٍ وَّجَوْهَرٍ وَمَا مِثْلُهٗ فِي النَّاسِ مِنْ

صُلبِ آدَمِ بِخُلُقٍ عَظِیمٍ ثُمَّ ذَاتٍ مُطَهَّرٍ اِذْ لَاحَ بِالْاَنْوَارِ وَجْهُ مُحَمَّدٍ فَلَمْ یَبْقَ
نُوْرٌ کَمَا النَّجْمِ مُنَوَّرٍ سَقَی مَعْشَرَ الْاَبْرَارِ مِنْ حَوْضِ کَوْثَرٍ شَرَابًا طَهُوْرًا
خَالِیًا عَنْ مُکَدَّرٍ عَلَیْکَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ یَا سَیِّدَ الْوَرٰی عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ
یَا خَیْرَ مَنْظَرٍ وَعَلٰی اٰلِکَ الصَّلٰوۃُ وَاَصْحَابِکَ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَاءِ مِنْ خَالِقِ الْاَکْبَرِ

عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ	۲	یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

روایت ہے کہ وقتِ ولادت آپ نے دستِ مبارک زمین پر رکھا اور سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا۔ علما نے لکھا ہے کہ زمین پر ہاتھ رکھنے سے اشارہ تھا کہ تمام روے زمین آپ کے قبضہ میں ہوگی اور شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک آپ کا دین پھیل جائے گا۔ اور سر آسمان کی طرف اُٹھانا کنایہ تھا اپنی سرداری اور سروری کا اور اشارہ تھا اس بات کا کہ آپ افضل مخلوقات اور محبوب خاص خالقِ کائنات ہیں اور جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کے دادا عبد المطلب کو بلوایا وہ کعبے کا طواف کر رہے تھے دوڑے ہوئے آئے اور آپ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے پیارے گود میں اُٹھاکے کعبے میں لے گئے اور کھڑے ہوکر آپ کے واسطے نیت خالص سے خدا کے گھر میں دعا کی اور اس نعمتِ عظمیٰ کا جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی شکر کیا۔ لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاک اور صاف ختنہ کیے ہوئے ناف بُریدہ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے خوشبوئیں بسے ہوئے پیدا ہوئے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ آپ کے دادا نے سات دن کے بعد آپ کا ختنہ کیا اور کھانا تقسیم کیا اور آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا اور بہت اچھی طرح پرورش کی اور آپ کے پیدا ہونے کی خبر سنکر عالم اور عاقل آدمی اُس وقت کے بہت مشتاق ہوئے اور آپ کے حسن وجمال اور شان وجلال کو دیکھکر بے اختیار کہہ اُٹھے کہ اس شان کا لڑکا آج تک کوئی نہیں دیکھا۔ اور آپ کی ولادت کے وقت عجیب و غریب

باتیں پردۂ غیب سے ظاہر ہوئیں منجملہ اُن کے یہ ہیں کہ ستارے آسمان سے زمین کیطرف شوقِ زیارت میں اس طرح جُھکے پڑتے تھے کہ آپ کی پھوپھی کو گمان ہوتا تھا کہ میرے سر پر گر پڑینگے۔ یہ ستاروں کا جُھکا پڑنا اشارہ تھا کہ آپ کی پیدائش سے انوارِ آسمان زمین کی طرف بکثرت متوجہ ہوں گے اور زمین روشنی سے ہم رنگِ آسمان ہوجائیگی اور آپ کے جلوہ افروز ہوتے ہی ایسا نور ظاہر ہوا کہ اُس سے شام کے بادشاہی محل روشن ہوگئے اور اُن کو مکہ معظمہ کے رہنے والوں نے بخوبی دیکھا اور شہر مدائن میں کسریٰ بادشاہ کے بعض محل اور چودہ کنگرے بلند محل عظیم الشان نوشیروان کے گر پڑے یہ اشارہ تھا کہ اُس کے گھرانے میں کل چودہ آدمیوں کی بادشاہی برائے نام اور رہے گی چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ اور کسریٰ بادشاہ کے ملک میں ہول اور دہشت سے خلل پڑ گیا اور اُس کی سلطنت روز بروز ضعیف ہوتی گئی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں نوشیروانیوں کا تمام ملک اہلِ اسلام کے تصرف میں آیا اور یزدجرد اُس خاندان کا بادشاہ حضرت عثمانؓ کے وقت میں ہلاک ہوا اور سلسلہ سلطنت کا اُس کی نسل میں اُسی پر تمام ہوگیا اور فارس کی آگ جس کو آتش پرست پُوجتے تھے اور ہزار برس سے برابر مشتعل تھی بجھ گئی! ور چشمہ ساوہ جو ملکِ عجم میں ہمدان اور قُم دو شہروں کے بیچ میں بہتا تہا۔ خشک ہوگیا۔ یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ عجم میں شرک و کفر کے دریا سوکھ جائیں گے۔ اور چشمہ سماوہ جو ملکِ عرب کے ایک میدان میں بالکل خشک پڑا تھا جاری ہوگیا اس سے یہ بات تراوش کرتی تھی کہ ملکِ عرب سے دریائے اسلام جوش زن ہوگا اور چشمہ دینِ محمدی سے تمام عرب سیراب ہوجائیگا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

رضاعت یعنی حضرت کے دودہ پینے کا بیان

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چند روز آپ کی والدہ نے پھر ثُوَیبہ نے دودہ پلایا جس کو ابولہب

نے حضرت کے پیدا ہونے کی خوش خبری دینے پر خوش ہوکر آزاد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثویبہ کے واسطے جب تک وہ زندہ رہیں انعام اور خلعت بھیجا کیے ثویبہ کے بعد حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ قریش کا دستور تھا کہ شیر دار عورتوں کو اپنے بچے دودھ پلانے کے لیے دیدیا کرتے تھے اور وہ اپنے اپنے گھروں کو لیجا کر دودھ پلاتی تھیں جب زمانہ رضاعت کا ختم ہو جاتا تھا تو پھر اُن کے ماں باپ کے پاس پہنچا دیتی تھیں اسی طرح حلیمہ سعدیہ اپنے وطن سے جو طائف کے نواح میں تھا شیر دار عورتوں کے ساتھ مکہ میں آئیں اور عورتوں نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم سمجھ کر نہ لیا مگر یہ سعادت حلیمہ سعدیہ کے نصیب میں تھی اُنھوں نے خوشی سے قبول کیا۔ **روایت ہے** کہ جب حلیمہ اپنی قوم کے ساتھ مکے کو چلیں تو ساتھ والی عورتوں نے اُن سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ عبث چلتی ہو تمہاری تباہی کا حال دیکھکر کوئی اپنا بچہ تم کو نہ دے گا۔ حلیمہ نے کہا قسمت آزمائی کرتی ہوں جو تقدیر میں ہوگا پیش آئے گا۔ الغرض جب حلیمہ حضرت کو مکہ سے لے چلیں تو سواری کا مرکب جو لاغری سے چل نہ سکتا تھا اس قدر تیز چلنے لگا کہ گویا اُس کے پر لگ گئے اور تمام قافلے سے آگے جاتا تھا اور وطن پہنچکر چند روز میں ساری بدحالی جاتی رہی خود تندرست ہوگئیں اور اونٹنیاں اور بکریاں انکی تیار ہوگئیں۔ ہر قسم کی تکلیف حلیمہ سے کیا بلکہ حلیمہ کی تمام قوم سے جاتی رہی اور طرح طرح کی برکتوں کا ظہور ہوا اور اُس زمانے میں چونکہ تمام قوم قحط میں مبتلا تھی تو سب کے جانور جنگل سے بھوکے آتے تھے مگر حلیمہ کے جانور ایسے فربہ رہتے تھے کہ اور سب اپنے چرواہوں سے تاکید کرتے تھے کہ تم بھی بکریوں کو وہیں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں دیکھو وہ کیسی پیٹ بھر کر آتی ہیں اور کیسی موٹی تازی ہیں۔

یا ربّ صلِّ وسلّم دائماً ابداً	علیٰ نبیّک خیر الخلقِ کلّہم

روایت ہے کہ آپ ہمیشہ ایک ہی طرف کا دودھ پیا کرتے تھے اور دوسری طرف کا دودھ اپنے دودھ شریک بھائی کے واسطے چھوڑ دیا کرتے تھے سبحان اللہ کیا عدالت آپکی

فطرت میں تھی۔ روایت ہے کہ بچپن میں کبھی آپ کے بول و براز سے کوئی کپڑا آلودہ
نہیں ہوا بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے کہ رکھنے والے انھیں وقتوں میں اپنی خدمت
ادا کرتے تھے روایت ہے کہ جس قدر اور لڑکے ایک مہینے میں بڑہتے تھے اُس
قدر حضرت ایک دن میں بڑہتے تھے اور سب قوی میں جلد جلد قوت آتی تھی۔ تیسرے
مہینے کھڑے ہوئے اور پانچویں مہینے پاؤں پاؤں چلنے لگے اور نویں مہینے زبان مبارک
باتیں کرنے میں کھلی روایت ہے کہ جب آپ نو مہینے کے ہوئے اور ایک روایت
میں ہے کہ دو برس کے ہوئے تو دیکھا کہ حلیمہ کے لڑکے روز کہیں جایا کرتے ہیں آپ
نے پوچھا کہ میرے دودہ شریک بھائی روز کہاں جاتے ہیں حلیمہ نے کہا کہ بکریاں چرانے
آپ نے فرمایا کہ میں بھی اُن کے ساتھ جاؤنگا۔ حلیمہ نے آپ کو نہلا کر بالوں میں کنگھی کی اور
آنکھوں میں سُرمہ لگایا اور مُہرہائے یمانی کا ہار گلے میں ڈالنے لگیں۔ حضرت نے پوچھا
یہ ہار کیسا ہے حلیمہ نے کہا تمہاری حفاظت کے واسطے ہے آپ نے وہ ہار نہ پہنا اور
فرمایا کہ میرا حافظ میرے ساتھ ہے پھر اپنے دودہ شریک بھائی کے ساتھ جنگل کو
تشریف لے گئے وہاں حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل آئے اور حضرت کو اُٹھا کر
پہاڑ پر لے گئے اور سینہ مبارک شق کر کے دل کو نکالا اور اُس کو بھی شق کیا اور ایک قطرہ
خون کا اُس میں سے نکالکر پھینک دیا اور کہا کہ اے خدا کے دوست اسی قطرے سے شیطان
کا وسوسہ انسان کے دل میں آتا ہے جس کو ہم نے بحکم الٰہی نکال ڈالا پھر آپ کے دل کو
برف سے دھوکر اپنے مقام پر رکھ دیا اور حکمت و ایمان کی باتوں سے اور سکینہ سے جو عالم
قدس کی ایک چیز پسی ہوئی دوا سے مثا تھی بھر دیا اور اُس زخم کو سی کر سینے پر ہاتھ پھیر دیا
کہ سینہ مبارک جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا مگر ایک باریک خط ناف تک پڑ گیا اور خدا کی
قدرت سے حضرت کو کسی طرح کا درد معلوم نہ ہوا۔

یا رب صل وسلم دائماً ابدا	علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

روایت ہے کہ آپ کے دودھ شریک بھائی نے جب یہ کیفیت دیکھی تو دوڑ کر اپنی ماں کو اطلاع دی اور کہا کہ جلد خبر لو مجھ کو امید نہیں ہے کہ اب محمد زندہ ملیں حلیمہؓ یہ خبر سنتے ہی دوڑیں اور گرتی پڑتی حضرت کے پاس پہنچیں تو حضرت کو صحیح و سالم پاکر بہت خوش ہوئیں اور شکرِ الٰہی بجا لائیں اور اگرچہ جی کسی طرح آپ کی جُدائی کو گوارا نہ کرتا تھا مگر یہ ماجرا دیکھکر گھبرا گئیں اور ڈریں کہ آئندہ خدا جانے کیا پیش آئے ناچار آپ کو عبدالمطلب اور آمنہ کے پاس پہنچا آئیں۔ اور پھر حلیمہؓ ام المومنین خدیجہؓ کے عہد میں آئیں جن دنوں خدیجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آچکی تھیں حضرتؐ نے عطا و بخشش سے بہت مدارات فرمائی۔ تیسری بار جنگِ حُنَین کے دن تشریف لائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے واسطے کھڑے ہو گئے اور بہت عزت و احترام سے لیا اور اپنے اوڑھنے کی چادر بچھا کر اُن کو بٹھایا اور کوئی دقیقہ انعام اور احسان میں فروگذاشت نہ فرمایا اور وہ مع اپنے خاوند اور اولاد کے اسلام سے مشرف ہوئیں۔ اسی سے راویوں کا ایک ثقہ گروہ اُن کو صحابہ میں شمار کرتا ہے لیکن مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یہ قصہ جنگ حنین کے دن آنے کا حلیمہؓ کی بیٹی شیما بنت الحارث بن عبدالعزیٰ کی نسبت اس طرح لکھا ہے کہ شیما حُنَین کے قیدیوں میں اسیر ہو کر آئیں اور کسی مسلمان نے اُن پر کچھ شدت کی تو اُنھوں نے کہا کہ میں تمہارے پیشوا کی دودھ شریک بہن ہوں وہ مسلمان یہ سنکر اُن کو حضرت کے پاس لایا اور شیما نے حضرت کی حضور میں بعضے واقعات ایامِ طفولیت کے بطور شہادت کے بیان کر کے اپنے دودھ شریک بہن ہونے کو ثابت کر دیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی حرمت بڑھائی کہ اپنی چادر اُن کے لیے بچھائی اور حلیمہؓ کا اور اُن کے عزیزوں کا حال دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے دنیا سے رحلت کی اُس وقت رقتِ قلب سے حضرت کے آنسو نکل آئے اور رخسارہائے مبارک پر بہکر ٹپک پڑے پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو تو میرے پاس

آرام سے رہو ورنہ تمہارے گھر کو رخصت کردیں۔ شیما نے دوسری صورت کو پسند کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنیز اور تین غلام اور کچھ بکریاں عطا فرما کر اُن کو رخصت فرمادیا۔ بلاشبہہ شیما زیور دین واسلام سے آراستہ ہوئیں اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں جزری نے یہ قصہ حلیمہ اور شیما دونوں کی نسبت نقل کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلہم	

روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار برس کے ہوئے تو آپکی والدہ آپ کو مدینہ کی طرف لے گئیں تاکہ کنبے کے لوگ حضرت سراپا برکت کو دیکھیں اور خوش ہوں مہینا بھر کے بعد جب اُدھر سے پھریں تو ابوا میں جو مدینے کے پاس ایک جگہ ہے پہنچکر رحلت فرمائی۔ مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب ابوسفیان وغیرہ اُحد میں لڑنے کو آئے تو ابوا پر پہنچکر کمال دشمنی سے چاہا کہ قبر مادرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھود ڈالیں اور ہڈیاں نکال کر پھینکدیں مگر یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اہلِ اسلام نے فتح پائی تو یہی معاملہ ہمارے اموات کے ساتھ کریں گے یہ سوچ سمجھکر اس بے ادبی سے باز رہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک روز آپ اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور روئے اور صحابہ سے فرمایا کہ میں نے دعا کی تھی کہ اپنی ماں کی زیارت کروں اور اُن کی مغفرت چاہوں تو زیارت کی اجازت دی گئی۔ پھر اُمّ ایمن حبشیہ آپ کی کھلائی جن کا نکاح حضرت نے مدت کے بعد زید بن حارثہ اپنے غلام آزاد کے ساتھ کردیا تھا۔ آپ کو عبدالمطلب کے پاس لائیں۔ عبدالمطلب نے آپ کو گلے سے لگایا۔ اور آمنہ کی وفات سے غمگین ہوئے اور کمال شفقت اور بزرگی سے آپ کو رکھا اور قوم پر ظاہر کیا کہ میرے اس فرزند کی بڑی شان و شوکت ہوگی اور بڑا خوش قسمت ہے جو اس کی تعظیم و توقیر کرے اور اس کو دوست رکھے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلہم	

روایت ہے کہ لڑکپن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت ہی عمدہ صفتوں

پرنشوونما پائی کہ اچھی صحبتوں میں بیٹھا کرتے تھے اور کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہ فرماتے تھے اور صبح کو زمزم کا پانی پی لیتے کہ دن بھر بھوک پیاس میں تسکین رہتی تھی اور جب عبدالمطلب نے دنیا سے کوچ کیا تو آپ کے چچا ابوطالب آپ کی حفاظت وخدمت پر مستعد رہے۔ اور ہر بات میں اپنی ذات اپنی اولاد پر آپ کو مقدم سمجھا کیے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلہم

روایت ہے کہ جب آپ بارہ برس کے ہوئے تو ابوطالب نے حضرت کو ساتھ لیا اور ملک شام کا سفر کیا شہر بصرہ میں بحیرا نام ایک راہب نے کہ اُس وقت کا ایک بڑا عالم زبردست اور توریت وانجیل وغیرہ کتب آسمانی کا ماہر تھا۔ حضرتؐ کی ذات بابرکات میں وہ صفات وکمالات جو اگلی کتابوں میں لکھے تھے پاکر اور مہرِ نبوت دیکھکر پہچان لیا کہ بیشک آپ نبی آخر الزماں اور خاتم النبیین ہیں اور ابوطالب سے کہا کہ یہود قدیم سے نبی آخر الزماں کے دشمن ہیں تم ان کو لے جاؤ اور مقام محفوظ میں رکھو ایسا نہ ہو کہ وہ پہچان لیں تو اذیت پہنچائیں۔ یہ ان کو تمام عالم کا سردار اور اللہ کا رسول مختار جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ شجر وحجر آپ کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ تقریر اُس راہب کی سنکر ابوطالب حضرتؐ کو وہاں سے مکے کی طرف پھیر لائے۔ کتب سیر میں لکھا ہے کہ چند یہود اسی گھات میں پھرتے تھے کہ کہیں قیافے سے آپ کو پہچان لیں تو ہلاک کریں۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلہم

روایت ہے کہ جب عمر شریف پچیس برس کو پہنچی تو آپ نے خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مال سے تجارت کے قصد پر شہر بصرہ کی طرف سفر فرمایا اُس سفر میں میسرہ خدیجہ کا غلام آپ کی خدمت میں تھا۔ جب ایک صومعہ راہب نصرانی کے پاس درخت کے نیچے اُترے تو نسطورا نام اُس صومعہ کے راہب نے جو اُس وقت کا بڑا عالم باعمل تھا دیکھا کہ آپ کو دھوپ کی گرمی سے بچانے کے لیئے سایہ آپ کی طرف جدہر

بیٹھتے ہیں جھک آتا ہے کہنے لگا کہ یہ تو معجزہ ہے اور معجزہ سوا نبی کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ پھر اُس راہب نے میسرہ سے پوچھا کہ تمہارے مولیٰ کے آنکھوں میں سرخی کے ڈورے ہیں۔ میسرہ نے کہا ہیں۔ تو زیادہ تر اُس کو آپ کے نبی آخر الزماں ہونے کا یقین ہوا اور میسرہ سے کہا کہ سچی نیت اور سچے دل سے تم ان کی اطاعت کرنا اور ہرگز ساتھ نہ چھوڑنا مولیٰ تمہارا سارے جہان کا مولیٰ ہے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مال تجارت کو بیچ کر کے کی طرف پھرے تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بالاخانے سے آپ کو یوں آتے دیکھا کہ آپ کے سر پر ابر سایہ کیے ہوئے ہے اور میسرہ نے بھی اپنی مالکہ کو نسطورا کے بیان اور راہ کی سرگذشت سے آگاہ کیا پس خدیجہؓ کو یقین ہوا کہ آپ پیغمبر برحق ہیں اور طبیعت للچائی کہ میں حضرت کے عقد میں آؤں اور ایمان و اسلام کی خوشبو سے ایسے دولھا کی دُلہن بن کر معطر ہوں اور حضرت سے یہ درخواست کی تو حضرت نے اپنے چچاؤں کو اطلاع دیکر اُن کی مرضی دریافت فرمائی۔ اُن سب نے کہا کہ ایسی حسین جمیل صاحب عصمت و دولت عورت قسمت سے ملتی ہے ہم سب راضی ہیں آپ بے تامل اس درخواست کو منظور فرمائیں اور شوق سے اُن کو اپنے نکاح میں لائیں پھر حضرت کی طرف سے ابوطالب اور خدیجہؓ کی طرف سے اُن کے باپ یا بھائی یا چچا نے نکاح کر دیا اور ابوطالب نے خداوند تعالیٰ اور رسول مقبولؐ کی بزرگیاں بیان کر کے خطبۂ نکاح پڑھا اور سب اولاد امجاد حضرت کی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے بطن سے ہوئی البتہ ایک ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ جب حضرت کی عمر پینتیس برس کی ہوئی تو قریش خانۂ کعبہ کو جو سیلاب سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا بناتے تھے اور حجرِ اسود کے اٹھانے میں باہم جھگڑتے تھے ہر شخص

چاہتا تھا کہ میں اُٹھاؤں اور نزاع بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچی کہ لڑ مرنے پر قسم کھا بیٹھے انجام کار یہ بات ٹھہری کہ کل صبح کو جو سب سے پہلے مسجد حرام میں آئے وہ حَکَم قرار دیا جائے پس سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں تشریف لائے۔ قریش نے آپ کو سرپنچ مقرر کیا اور کہا کہ آپ بڑے امانت دار ہیں جو تجویز فرمائیں وہ ہم سب کو قبول ہے۔ زہے فراست کہ آپ نے سنگ اسود کو اُٹھا کر ایک کپڑے میں رکھا اور کہا سب اس کپڑے کو چار طرف سے ہاتھ لگائیں اس طرح گوشہ عمارت تک پہنچایا اور اُس فساد کو مٹایا پھر فرمایا کہ اب تم سب مجھ کو اپنا وکیل کر دو کہ میں اس کو سب کی طرف سے اُٹھا کر اُس کی بنا کی جگہ رکھدوں سب اس بات پر راضی ہوئے اور ایسا ہی کیا گیا۔

علی نبیک خیر الخلق کلہم	یارب صل وسلم دائما ابدا

روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے چالیس برس کے ہوئے تو اکتالیسویں برس کے پہلے دن کہ دوشنبہ تھا آپ پر وحی نازل ہوئی اور بارگاہِ الٰہی سے رسالت و نبوت کا خلعت اس طرح مرحمت ہوا کہ پہلے چھ مہینے تک سچے خواب نظر آیا کیے یعنی جو کچھ عالم خواب میں آپ دیکھتے تھے وہ بعینہ بے کم و کاست ظاہر ہوتا تھا۔ خواب سے نبوت کی ابتدا ہونے میں یہ مصلحت تھی کہ آپ کا دل عجیب و غریب باتوں سے مانوس ہو جائے اور جب حالت بیداری میں فرشتہ آئے تو آپ کا جی نہ گھبرائے جب آپ ایسے خواب دیکھنے لگے تو خلق سے کنارہ کرنے کو جی چاہا راتوں کو غارِ حرا میں تنہا عبادت کیا کرتے تھے اور یاد الٰہی کے مزے لیا کرتے تھے **فائدہ** اس بات سے معلوم ہوا کہ اطمینانِ خاطر حاصل کرنے کے لیے درویش کو ابتدا میں خلق سے جدائی اور عزلت و تنہائی ضرور ہے تاکہ ظلمت و کدورت اختلاط سے دل شفاف ہو کر آئینہ ہو جائے اور فیضانِ الٰہی عکس کی طرح اس آئینہ میں صاف نظر آئے۔ مخفی نہ رہے

کہ اُس زمانے تک جمعہ وجماعت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اس وجہ سے
بالکل خلق سے جُدائی ہو سکتی تھی۔ جب سے یہ احکام نازل ہوئے تب سے بقدر ادائے
جمعہ وجماعت خلق سے اختلاط ضرور ہوا ان امور کو ترک کرنا کسی طرح نہیں جائز ہے
پھر دوشنبہ کے دن کہ رمضان کی سترہویں تاریخ یا چوبیسویں تھی اور بعض روایات میں
ہے کہ ربیع الاول کی آٹھویں تھی آپ کے پاس بیداری میں فرشتہ پیغام حق لیکر آیا اور
آپ سے کہا کہ اِقْرَأْ یعنی پڑھ تو۔ آپ نے فرمایا کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ یعنی میں پڑھا نہیں
ہوں تو اُس فرشتے نے آپ کو آغوش میں لیکر دبوچا اور پھر کہا کہ اِقْرَأْ آپ نے پھر فرمایا
کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ اُس نے آپ کو زیادہ دبوچا اور پھر کہا کہ اِقْرَأْ آپ نے پھر
وہی جواب دیا۔ تیسری بار ایسا دبوچا کہ آپ کو اُس سے تکلیف ہوئی اور پھر کہا کہ
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ
الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ وہ
رب جس نے پیدا کیا انسان کو خونِ بستہ سے پڑھ اور تیرا رب بڑا اکریم ہے جس نے علم سکھایا
قلم سے سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا اس مرتبہ جو فرشتے نے چھوڑا تو آپ کانپتے ہوئے
اپنے گھر آئے اور خدیجہ سے فرمایا زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي کمل اُڑھا دو مجھ کو کمل اُڑھا دو مجھ کو
یہ سنکر اُم المومنین خدیجہ وغیرہ نے آپ کو کملی اُڑھا دی۔ اور خدیجہؓ نے تسلی دی کہ آپ
بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو کما کر کھلاتے ہیں غریبوں مسکینوں کی پرورش فرماتے ہیں
مظلوموں بیکسوں کو مظالم سے بچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتے ہیں عزیزوں
قریبوں کا خیال رکھتے ہیں اور بُری باتوں سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہرگز آپ کو
ضرر نہ پہنچائے گا۔ اور تلف نہ کریگا۔ پھر خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی
کے پاس لے گئیں کہ وہ توریت وانجیل کا بڑا عالم تھا اور اُن دنوں انجیل کا ترجمہ
عربی میں کر رہا تھا یا کر چکا تھا خدیجہؓ نے اُس سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو دیکھو کہ انکی کیا

حالت ہے ورقہ نے حضرت سے پوچھا یا ابن اخی ماذا تری یعنی اے میرے بھائی
کے بیٹے تو نے کیا دیکھا آپ نے ساری کیفیت بیان کی تو اُس نے کہا کہ ھذا الناموس
الاکبر یعنی جس نے تم کو دبوچا وہ جبرئیلؑ فرشتہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام اور سب پیغمبروں کے پاس آیا کیا ہے تم بیشک رسول ہو گئے۔ اور
تم کو تمہاری قوم قریش یہاں سے نکال دیگی۔ اس وقت آپ نے یہ خیال فرماکر کہ میری
قوم تو مجھ کو بہت عزیز رکھتی ہے تعجب سے فرمایا کہ اَوَ مُخْرِجِیَّ هُمْ کیا میرے نکالنے والے
قریش میرے بھائی ہی ہونگے۔ ورقہ نے کہا کہ ہر نبی کو پہلے اُس کی قوم ہی ایذا دیتی ہے
اور جب رفتہ رفتہ اُس کو قوت ہوتی ہے تو وہی سب کا سردار ہوتا ہے۔ پھر ورقہ نے کہا
کاش میں اُس زمانہ تک زندہ رہتا تو آپ کی مدد کرتا اور خوب مدد کرتا مگر چند روز کے بعد
ورقہ نے دنیا سے رحلت کی۔ ایک دن خدیجہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ورقہ
نے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق تو کی تھی مگر زمانہ آپ کے ظہور نبوت اور اتباع احکام
کا نہیں پایا آپ نے فرمایا کہ میں نے اُس کو خواب میں سفید کپڑے پہنے دیکھا ہے اگر
نجات نہ ہوتی تو سپید لباس میں نہ ہوتا۔ الغرض پھر آپ پر وحی آنا تین برس یا تیس
مہینے تک موقوف رہا تاکہ آپ اُس کی لذت کے مشتاق ہوکر آرزو کریں پھر یا ایہا المدثر
اُتری۔ ارباب حدیث نے لکھا ہے کہ پہلے اقرأ کا پھر یا ایہا المدثر کا اُترنا اس بات
کی دلیل ہے کہ آپ کی نبوت جس میں تبلیغ شرط نہیں رسالت سے مقدم ہے اسواسطے
کہ اقرأ میں آپ کی تعلیم ہے اور یا ایہا المدثر میں اوروں کی۔ اور اسی کو رسالت کہتے
ہیں۔ لکھا ہے کہ ابتدائے نبوت میں سورہ فاتحہ نازل ہوئی یعنی ایک دن حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے آپ کو سورہ فاتحہ سکھائی اور طریقہ وضو اور نماز کا بتایا۔ اس طرح کہ زمین پر
اپنا پَر مار کر پانی نکالا اور خود وضو کیا۔ اور آپ نے بھی اُسی طرح وضو کیا۔ پھر دو رکعتیں
آپ نے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ پڑھیں اور حضرت پر پہلے پچھلی رات کی نماز فرض

ہوئی۔ پھر آیۃ فَاقْرَءُ وا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا نزول ہوا جس کے معنی یہ ہیں کہ پڑھو جس قدر آسان ہو قرآن سے اور قائم کرو نماز تو وہ فرضیت موقوف ہوئی پھر دو رکعتیں فجر کی اور شام کی فرض ہوئیں پھر جب پانچ وقت کی نمازیں شب معراج میں فرض ہوئیں تو وہ دو رکعتیں صبح و شام کی موقوف ہو گئیں۔

علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم	یا رب صل وسلم دائماً ابداً

روایت ہے کہ سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابی بکر صدیقؓ ایمان لائے اور لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عورتوں میں حضرت خدیجہ کبریٰ اس شرف سے مشرف ہوئیں اور آزاد غلاموں میں زید بن حارثہ اور غلاموں میں بلالؓ پھر حضرت عثمان بن عفانؓ اور سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید اور طلحہ بن عبید اللہ اور عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام آپ کی پھوپی صفیہ کے بیٹے اور چند اور آدمی صدیق اکبرؓ کی سعی و کوشش سے مسلمان ہوئے۔

علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم	یا رب صل وسلم دائماً ابداً

روایت ہے کہ پہلے آپ اور آپ کے اصحاب چھپکر عبادت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ یعنی ظاہر کر اس چیز کو جس کا تجھ کو حکم ہوا پس علانیہ آپ نے دعوت اسلام شروع کی اور بے دھڑک خلق کو اللہ کی طرف بلانے لگے پہلے قریش آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے مگر جب آپ نے بحکم الٰہی اُن کے معبود بتوں کی مذمت کی اور منادی کی کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو تب قوم نے آپ کو اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کیا چنانچہ بلال بن رباح حبشیؓ امیہ بن خلف ایک کافر فاجر سردار قریش کے غلام تھے جب بلال حضرت پر ایمان لائے اور احد احد کہنے لگے یعنی میں ایک ہی اللہ پر ایمان لایا میں ایک ہی اللہ پر ایمان لایا تو وہ کافر ان پر سخت تشدد کرتا تھا کڑی دھوپ میں گرم ریت پر لٹاتا تھا اور اوپر سے پتھر چن دیتا تھا اور مارتا باندھتا تھا اور کہتا تھا کہ تو لات وعزیٰ کی الوہیت کا قائل

ہوا ور اللہ کو ایک نہ کہہ بلالؓ ان شدتوں اور سخت تکلیفوں سے بیہوش ہو جاتے مگر جب ہوش میں آتے تو پھر وہی اَحد اَحد کہتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ جس طرح ممکن ہو بلالؓ کو اس کافر سے خرید لو۔ صدیق اکبرؓ نے دو غلام کافر کو دیکر خرید لیا اور بعضے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک غلام اور نو اوقیہ سونے کے کہ ہر اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے دیکر خرید کیا اور آزاد کر دیا اور یہ شرط کی کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہو انھوں نے کہا تم شرط کر دیا نہ کرو میں خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں رہونگا اور چونکہ بلالؓ کی آواز بلند تھی تو حضرتؐ نے اُن کو اذان دینے پر مقرر فرمایا اور اسی طرح اور کئی غلاموں کئی لونڈیوں کو صدیق اکبرؓ نے مول لیکر آزاد کر دیا اور بہت سا مال حضرت کی رضا جوئی میں صرف کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کسی کے مال نے ایسا نفع نہیں دیا جیسا صدیق اکبرؓ کے مال نے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلہم

روایت ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی یعنی ڈرا اپنے کُنبے والے عزیزوں کو تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ایک ایک قبیلہ قریش کو پکارا اور جب سب جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پُشت پر ایک لشکر تمہارے قتل کرنے کو آتا ہے تو تم یقین کروگے یا نہیں انہوں نے کہا کہ بیشک یقین کرینگے اس لیے ہم نے تم سے ہمیشہ سچی ہی بات سُنی ہے تب آپ نے فرمایا کہ میں تم کو آخرت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں یہ سنکر ابولہب نے کہا تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا خرابی ہو تجھ کو مدۃ العمر کیا اسی کام کے لیئے ہم کو اکٹھا کیا تھا پھر سب متفرق ہو گئے تب سورہ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ نازل ہوئی اور اُس میں اللہ تعالیٰ نے ابولہب اور اُس کی زوجہ کو جو خسّت سے لکڑیوں کا گٹھا جنگل سے اپنے سر پر لایا کرتے تھے اور اسی سے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ اُس کا لقب ہو گیا تھا جہنمی فرمایا۔ ابولہب کی طرح اُس کو بھی آپ سے کمال دشمنی تھی کہ حضرت کی گذرگاہ میں

کانٹے ڈالدیا کرتی تھی سورہ تبت یدا نازل ہونے کے بعد ایک دن وہ مسجد حرام میں پتھر لے کر آئی - وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ تشریف رکھتے تھے مگر حق تعالیٰ نے اُس کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالدیا کہ حضرت اُس کو نظر نہ آئے صرف صدیق اکبرؓ کو دیکھا اور اُن سے کہا میں نے سنا ہے کہ محمدؐ نے میری ہجو کی ہے یعنی وہ سورہ تبت کو سمجھی کہ یہ میری ہجو کہی ہے اگر میں یہاں اُن کو پاتی تو اُن کے سر سے یہ پتھر مارتی نقل ہے کہ وہ ملعونہ ایک دن لکڑیاں لاتی تھی راہ میں ایک پتھر پر سر کا بوجھ اُتار کر سستانے کا ارادہ کیا اس گٹھی کی رسّی گلے میں ایسی پھنس گئی کہ اُسی پھانسی سے تڑپ کر مر گئی۔

یارب صل وسلم دائماً ابدا	علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم

روایت ہے کہ جب کفار اہل اسلام کو بہت ایذا دینے لگے تو جعفر طیار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی اور عثمانؓ بن عفان اور کچھ مسلمانوں نے نبوت سے پانچویں برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگ شہر حبشہ کو جائیں سنا ہے کہ وہاں کا بادشاہ نجاشی اصحمہ نام نصرانی بڑا نرم دل اور مسافر نواز ہے شاید ہماری قدر اور ہمارے دین کی مدد کرے آپ نے اجازت دی تو اول عثمانؓ بن عفان اور اُن کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن العوام اور مصعبؓ بن عمیر وغیرہ اور ابی سلمہ اور اُن کی زوجہ مجموع بارہ مرد پانچ عورتیں ملک حبش کو گئیں پھر اسی سال کے آخر یا چھٹے سال کے اول میں تراسی ۸۳ مرد اور گیارہ عورتیں قریش کی اور سات عورتیں اور غربا میں سے گئیں اور دوسرے گروہ میں جعفر بن ابی طالب اور انکی زوجہ اسما بنت عمیس اور خنیس بن حذافہ اور معیقب بن ابی فاطمہ دوسی اور مقداد بن الاسود کندی اور ابو عبیدہ بن الجراح اور خالد بن حزام اور سودہ بنت زمعہ بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے عثمان ہی نے اپنی زوجہ کے ساتھ راہِ الٰہی میں ہجرت کی ہے الغرض جب یہ سب آدمی حبشہ میں پہنچے تو نجاشی نے بہت خاطر کی کفار قریش یہ خبر سنکر

حسد سے جل گئے اور انھوں نے بھی کئی شخصوں کو جن میں عمرو بن العاص بھی تھے بہت سے تحفے
ساتھ کرکے اس غرض سے بادشاہ حبشہ کے پاس روانہ کیا کہ مسلمانوں کو وہاں سے نکلوائیں
جب وکلائے قریش نے وہاں پہنچکر تحفے بادشاہ کے نذر کیے اور مسلمانوں کے اخراج کی
درخواست کی تو بادشاہ نے دربار میں اُن قریشیوں کو جو تحفے لائے تھے اور مسلمانوں کو بلایا اور مسلمانوں
سے پوچھا کہ تم کیا کہا کرتے ہو جو اہل مکہ نے تم کو نکال دیا ہے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اہل اسلام کی جانب سے کہا کہ ہم سب گمراہ تھے بتوں کو پوجا کرتے تھے اور حلال او رحرام
کچھ نہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمارے پاس اپنے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور اپنا کلام پاک اُن پر نازل کیا اور علوم اولین و آخرین
اُن کو عطا فرمائے اُن کی ہدایت سے ہم سب راہ راست پر آئے۔ وہ نبی برحق بُرے
کاموں کو منع فرماتے ہیں اور اچھی باتیں بتاتے ہیں۔ نجاشی نے کہا جو کلام اُن پر اُترا ہے اُس میں سے
کچھ پڑھو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ مریم ابتدا سے پڑھی جب اُس آیت پر پہنچے فَكُلِي
وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا تو بادشاہ کو رقت کا جوش ہوا زار زار رونے لگا اور کہا کہ یہ کلام اور وہ
کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا دونوں کی روشنی ایک ہی روشندان سے
نکلی ہے اور اہل اسلام سے کہا کہ تم چین سے میرے ملک میں ہو اور کفار کو صاف جواب دیدیا
کہ یہاں سے چلے جاؤ کفار نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت
بھی خلاف دین بادشاہ کے باتیں کہتے ہیں بادشاہ نے اہل اسلام سے پوچھا تو جعفر تیار
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے
محض اپنی قدرت سے اُن کو مریم طاہرہ کے پیٹ سے پیدا کیا اور پیغمبری کا خلعت دیا اور
اُن کے متعلق کئی آیتیں پڑھیں نجاشی بولا کہ انجیل مقدس میں بھی حضرت عیسیٰ کے یہی صفات
لکھے ہیں آفرین ہے تم کو اور اُن کو جن کے پاس سے تم آئے ہو وہ بیشک نبی برحق ہیں
انجیل میں اُنکی تعریف ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی بشارت دی ہے اگر بادشاہی

کاکام مجھ نے متعلق نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوتا اور وضو کراتا پھر کفار کے تحائف پھیر دیا اور قریش کے بھیجے ہوئے آدمی وہاں سے محروم پھرے اور اہل اسلام خوشی سے مقیم رہے اور بادشاہ نکا اور سچا مسلمان ہوا۔ اور سیاہ چمڑے کے عمدہ موزے اور ایک نعلین جامہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بطور تحفے کے بھیجا۔ اور بی بی اُم حبیبہ کو آپ کے واسطے چار سو دینار سرخ مہر اپنے پاس سے دیکر آپ کے ساتھ اُنکا نکاح کر کے بھیجدیا۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ اُم حبیبہ بنت ابو سفیان بھی اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئی تھیں وہاں وہ بیوہ ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مکتوب نجاشی کے نام بھیجا اس مضمون کا کہ اُم حبیبہ دختر ابو سفیان جو مہاجرین حبشہ میں سے ہے میرے ساتھ اُس کا نکاح کر کے بھیجدو حسب ارشاد نجاشی نے اُنکا نکاح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر دیا اس عقد میں خالد بن سعید بن ابی العاص وکیل اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مہاجرین شریک تھے۔ بعد فراغت تقریب بادشاہِ حبشہ نے حسب ایما نے بی بی اُم حبیبہؓ اور تمام مہاجرین کو دو کشتیوں میں سوار کرا کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بھیجدیا۔ وہ لوگ اُس وقت آپ سے آملے جب آپ بعد ہجرت خیبر کو فتح فرما رہے تھے اُن کے آنے سے آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ فتح خیبر سے مجکو زیادہ خوشی ہے یا قدوم جعفرؓ سے۔ لکھا ہے کہ جس وقت نجاشی بادشاہِ حبشہ کی خبر رحلت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی ہے آپ نے اُن کے جنازے کی نماز پڑہی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ بات حضرت ہی کے واسطے تھی کہ حضرت پر جنازہ ظاہر ہو گیا تھا۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک غائب پر بھی نماز درست ہے روایت ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حبشہ میں نجاشی ہی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا مگر مشہور روایت یہ ہے کہ ایام صلح حدیبیہ میں فتح خیبر کے بعد جب خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبر اکر مدینہ طیبہ کو مسلمان ہونے آئے تھے تو راہ میں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے واپس آتے ہوے ملا و تینوں ہم مشرف ہوکے مدینہ منورہ میں کر مسلمان ہوگئے

روایت ہے کہ جب کفار نے بہت تکلیف دی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہجرت کرکے مکہ سے حبشے کو چلے جب برک الغماد تک کہ مکے سے چار منزل ہے پہنچے تو مالک بن دغنہ قوم قارہ کا سردار راہ میں ملا اور حال دریافت کرکے صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنی پناہ میں لیا اور کہا کہ تم ایسے آدمی نہیں ہو کہ مکے سے نکالے جاؤ اور اپنے ساتھ لاکر اشراف قریش سے کہا کہ یہ اب میری پناہ میں ہیں کوئی ان کو اذیت نہ پہنچائے کفار نے کہا کہ ہم کو قبول ہے مگر یہ شرط ہے کہ گھر سے باہر اور بلند آواز سے قرآن نہ پڑھا کریں اس لیے کہ ہمارے لڑکے اور عورتیں اس کو سنکر فریفتہ ہو جاتی ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے چند روز تو ایسا ہی کیا پھر صحن خانہ میں ایک مسجد بنا کر تہجد اور سب نمازوں میں قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا اور قرآن مجید پڑھنے میں گداز دل سے آپ پر ایسی رقت طاری ہوتی تھی کہ اس پر تاثیر آواز کو ہمسائے کی عورتیں اور لڑکے بالے سنکر بیقرار ہو جاتے تھے کفار نے اس رئیس سے جس نے آپ کو پناہ میں لیا تھا فریاد کی اس نے آپ سے کہا کہ تم خلاف عہد کرتے ہو اس صورت میں میری پناہ میں نہ رہ سکو گے آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی خداوند تعالی کے سوا اور کسی کی پناہ میں رہنا پسند نہیں ہے پس وہ آپ سے دست بردار ہو کر چلا گیا اور آپ اپنے گھر اللہ تعالی کی پناہ میں محفوظ رہے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور قریب چالیس آدمی کے جو مشرف با سلام ہو چکے تھے چھپکر عبادت الہی کیا کرتے تھے اور ارقم رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں تھے اسی اثنار میں حمزہ بن عبد المطلب مسلمان ہوئے تفصیل ان کے ایمان لانے کی یہ ہے کہ حمزہ شکارگاہ سے پلٹ کر حرم میں طواف کر رہے تھے یہ خبر سنکر ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دی ہے غصے میں آئے اور جاکر اسکے سر پر کمان ماری اور کہا کہ ہم ان پر ایمان لائے ہیں اور تو انھیں برا کہتا ہے پھر اسی وقت آکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ روایت ہے کہ انھیں نوں کہ نبوت کو چھٹا

برس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ خداوندا اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام سے عزت دے یہ دعا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں قبول ہوئی کہ دوسرے دن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے۔ قصہ اُن کے اسلام لانے کا یہ ہے کہ ایک دن ابو جہل نے کعبے کے نزدیک ایک مجمع میں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تھے کہا کہ جو کوئی محمد کا سر کاٹ لائے تو میں اُس کو سو اونٹ اور چالیس ہزار درہم دوں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ کام میں کر سکتا ہوں ابو جہل نے لات و عزیٰ کی قسم کھائی اور کعبے میں جا کر ہبل کو گواہ کیا کہ بیشک میں قاتل محمد کو اس قدر درہم اور اتنے اونٹ دونگا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قصد سے روانہ ہوئے۔ راہ میں نعیم بن عبد اللہ سے کہ وہ ایمان لا چکے تھے ملاقات ہوئی اُنھوں نے پوچھا کہ عمر کہاں جاتے ہو آپ نے کہا محمد کے قتل کو۔ وہ بولے کہ بنی ہاشم کے انتقام سے کیونکر بچو گے آپ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی دین بدلا ہے اگر ایسا ہی ہے تو پہلے تمہیں کو قتل کروں وہ بولے کہ میں تو اپنے بزرگوں کے دین پر ہوں اُنھوں نے بزرگوں سے حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مراد لیا کہ اُن کے دین پر ہوں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سمجھے کہ مشرکین کے دین پر ہیں پھر نعیم بن عبد اللہ نے کہا کہ اے عمر تمہاری بہن اور سعید بن زید تمہارے بہنوئی بھی تو مسلمان ہو گئے ہیں پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں نعیم نے کہا اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ تمہارے ہاتھ کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت نہ کھائیں گے یہ بات سنکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حالت طیش میں اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ اُس وقت اُن کے گھر میں خباب بن الارت صحابی اُن کی بہن اور بہنوئی کو سورت طٰہٰ کہ انھیں دنوں نازل ہوئی تھی پڑھا رہے تھے دروازہ بند تھا آپ نے کواڑ کھلوائے تو خباب چھپ گئے اور صحیفہ طٰہٰ کو بھی چھپا ڈالا آپ نے گھر میں آکر پوچھا کہ تم لوگ کیا پڑھتے تھے بہن بولیں کہ باتیں کر رہے تھے۔ پھر آپ نے

ایک بکری ذبح کی اور اُس کا گوشت بھونکر اپنی بہن اور بہنوئی سے کہا کہ کھاؤ دونوں نے عذر کیا تو آپکو
اُن کے اسلام کا یقین ہوا اور مارنا شروع کیا یہاں تک کہ بہن کا منہ اور سر خون میں آلودہ ہوگیا۔ اُسوقت
انھوں نے بیتاب ہوکر بحول و قوت الٰہی بیدھڑک کہا جو چاہو کرو ہم تو محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں و رسچے دل سے اُن کو پیغمبر برحق جانتے ہیں جب آپنے انکو دین اسلام پر ایسا مضبوط پایا
اور بہن کا سر شکستہ اور چہرے خون آلودہ دیکھا تو بے اختیار رحم آگیا اور الگ ایک گوشے میں بیٹھکر تھوڑی دیر
کے بعد کہا کہ اچھا جو یہاں پڑہا جاتا تھا وہ لاؤ اور مجھے بھی سُناؤ تب اُن کی بہن نے وہ صحیفہ جس میں
سورہ طٰہٰ لکھا تھا نکالا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ بڑہایا کہ اُس کو لیکر پڑہیں تو اُن کی بہن نے
کہا کہ ہم تم کو نہ دیں گے اس کو پاکیزگی کی حالت میں چھوتے ہیں اور تم نجاست میں آلودہ
ہو تمہاری طہارت کا کیا اعتبار ہے تب آپ نے غسل کیا پھر اُس سورہ متبرکہ کو ہاتھ
میں لیکر سرے سے پڑہا جب اس آیت پر پہنچے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی تو
اس کلام معجز نظام کی تاثیر کی برچھی دل میں اُتر گئی اور توحید نے شرک کے گلے پر چھُری پھیر دی
بے اختیار زبان پر آیا کہ کیا اچھا اور کیا سچا کلام ہے یہ بات سنکر خبّاب بن الارت جو پوشیدہ ہوگئے
تھے نکل آئے اور کہا کہ کل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے یا ابو جہل
کے اسلام کے واسطے دعا مانگی تھی اس وقت مجھے یقین ہوا کہ تمہارے حق میں حضرت کی
دعا قبول ہوگئی بعد اس کے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خبّاب کے ساتھ ارقم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جہاں حضرت تشریف رکھتے تھے پہنچے حضرت دروازے پر نکل
آئے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر ہوکر ایسا دبایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوڑ جوڑ
ہل گیا اور فرمایا کہ اے عمر مسلمان ہو جا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت نے باواز بلند اللہ اکبر فرمایا اور
سب مسلمانوں نے جو وہاں حاضر تھے تکبیر کا نعرہ مارا۔ اُس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا حضرت اب تک سب کتنے آدمی مسلمان ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ

تم نے چالیس کا عدد پورا کیا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کہ مشرکین لات ومنات عزیٰ کی پرستش علانیہ کرتے ہیں ہم اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کیوں پوشیدہ کریں اور اُسی وقت حضرت کے ساتھ مسجد حرام میں آئے اور برملا جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اُس دن سے مسلمانوں کی قوت اور اسلام کی رونق بڑھتی گئی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ہم عزت سے رہے۔ الغرض جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی خبر مشہور ہوئی تو کفار نے اُس گھر پر جہاں تھے بڑا اژدحام کیا اور بلوے کی صورت پیدا ہوئی مگر حضرت عمرؓ کا ماموں جو بہت سے آدمیوں کا سردار تھا آڑے آگیا کفار سمجھے کہ تعرض کرنے میں بڑا قتال ہوگا یہ سمجھ کر مزاحمت سے ہاتھ اُٹھایا اور ہٹ گئے صحیح بخاری میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں بتخانے میں تھا اور مشرکین نے بت کے لیے قربانی کی تھی ناگہاں بت کے پیٹ سے آواز آئی یَا جَلِیحُ اَمْرٌ نَجِیحٌ رَجُلٌ فَصِیحٌ یَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اے شخص ایک بات کام کی ہے ایک مرد فصیح کہتا ہے کہ سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور لوگ تو یہ بات سنکر بھاگ گئے مگر میں ٹھہرا رہا دوسری بار وہی آواز آئی پھر انھیں دنوں یہ معلوم ہوا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تعلیم فرماتے ہیں۔ بعضے کتب تاریخ میں تو یہ قصہ روز اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہے اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے پہلے کا واقعہ تھا۔ بہرصورت یہ بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جس کو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مشاہدہ کیا روایت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے کے وقت کچھ اشعار پڑھے کہ اُن میں اپنی بہن کو ایذا دینے اور اُس پر نادم ہونے کا اظہار کیا ہے وہ اشعار ذیل القوۃ میں لکھے ہیں

یارب صل وسلم دائماً ابدا علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم

روایت ہے کہ ابو طالب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں بہت سرگرم

رہتے اس لیے کفار آپ پر قابو نہیں پاتے تھے اور ہمیشہ ابو طالب سے اس بات کے طالب ہتے کہ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کرو ورنہ ہم تم سے بھی لڑیں گے۔ ایک بار کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا جب ابو طالب نے اور کوئی مفر نہ دیکھا تو بمجبوری آپکو اپنے ہمراہ لیکر مع بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں جا رہے اور کفار نے قطعاً سب برادری قطع کر دی اور کوشش کی کہ کوئی بنی ہاشم اور بنی مطلب سے سلوک نہ کرے بلکہ سوداگروں کو منع کر دیا کہ ان دونوں قبیلوں سے معاملہ نہ کریں نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچیں نہ ان سے مول لیں اور عہدنامہ اس علاقہ قطع کرنے کا لکھکر کعبے میں لٹکا دیا تین برس تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بنی ہاشم اور بنی مطلب اُسی گھاٹی میں رہے اور طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں اُٹھایا گئے آخر کار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی الہٰی سے معلوم ہوا کہ اُس عہدنامہ کو جو کعبہ میں لٹکا ہے کیڑے نے کھا لیا جہاں جہاں اُس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے وہ تو بچ گیا ہے اور کوئی حرف نہیں رہا آپ نے یہ حال ابو طالب سے کہا ابو طالب نے قریش کو اس معاملہ سے خبردار کیا اور کہا کہ تم اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بیان غلط نکلے گا تو ہم اُن کو تمہارے حوالے کر دینگے اور اگر سچ ہو تو تم اس قطعِ رحم سے باز آؤ اور اس عہد فاسد سے ہاتھ اُٹھاؤ۔ قریش نے قبول کیا اور اُس کاغذ کو کعبے سے اُتار کر دیکھا تو اس قول کو راست پایا اور اُس ظلم سے باز آئے اور عہدنامہ کو چاک کر ڈالا اور ابو طالب سب ہمراہیوں کے ساتھ اُس پہاڑ کی گھاٹی سے نکل آئے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم

لکھا ہے کہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم مطلب عبد الشمس۔ نوفل۔ ہاشم کی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس طرح کہ ہاشم کے بیٹے عبد المطلب اور اُن کے بیٹے عبد اللہ اور اُن کے بیٹے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اور مطلب کی اولاد میں بہت سے بنی مطلب ہیں چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی انھیں

ہیں سے ہیں عبد الشمس کی اولاد میں بنی اُمیہ ہیں اُمیہ عبد الشمس کا بیٹا تھا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اُمیہ میں سے ہیں اور نوفل کی اولاد میں جبیر بن مطعم صحابی اور سعید بن جبیر تابعی ہیں بنی مطلب حالتِ کفر میں بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اسی وجہ سے جب آپ نے ذوی القربیٰ کا حصہ خمس میں سے تقسیم فرمایا تو حکم کیا کہ بنی مطلب کو بھی دو اور اولاد عبد الشمس اور اولاد نوفل کو نہیں دیا عثمان اور جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت بنی ہاشم کی ترجیح تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں آپ کو پیدا کیا مگر بنی مطلب اور ہم تو ایک ہی طرح کی آپ سے قرابت رکھتے ہیں اُن کو کس مصلحت سے ہم پر ترجیح دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ بنی المطلب اور بنی ہاشم مثل ذاتِ واحد کے رہے ہیں یعنی کفر و اسلام دونوں حالتوں میں ہمیشہ باہم رہتے چلے آئے ہیں اور اسلام محبت و ولا میں استواری پڑا تا ہے یہی وجہ ترجیح کی ہے۔

یارب صل وسلم دائمًا ابدا علی نبیک خیر الخلق کلہم

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ابو طالب کو اسلام لانے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے اور باوجودیکہ ابو طالب پر اسلام کی حقیقت بخوبی ثابت ہو گئی تھی لیکن اس عار سے کہ لوگ کہیں گے کہ ابو طالب نے دوزخ کے ڈر سے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا۔ ایمان نہ لائے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی موت کے وقت فرمایا کہ اے چچا ایک بار کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہدو تاکہ مجھے اللہ کے سامنے تمھاری شفاعت کی گنجائش ملے مگر ابو جہل وغیرہ اشقیاے قوم کے اغواسے انھوں نے کلمہ نہ پڑھا اور دین آبائی پر دنیا سے گئے۔ اور یہ سانحہ بعثت سے دسویں برس نصف شوال میں ہوا۔ اور اہل اسلام کی مصیبت اس واقعے کے بعد ایک ہزار ہو گئی بروایت ہے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے موافق ابو طالب کو مٹی میں چھپا دیا اور مسلمانوں کے طور پر

سامان تجہیز و تکفین کچھ نہیں کیا اور جب پلٹ کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کے حق میں دعا کی اور ابو طالب کے اس حالت پر مرنے سے بہت غمگین ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ صحیح بخاری میں ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ابو طالب آپ کی حمایت میں بہت سرگرم رہتے تھے آپ سے انھیں کوئی نفع بھی پہنچا آپ نے فرمایا کہ اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے کے درجے میں ہوتے میری وجہ سے سب کفار سے کم اُن پر عذاب ہے اُن کو دو آتشی جوتیاں پہنائی گئیں ہیں جن سے ٹخنوں تک وہ آگ میں ہیں اور اُس کی گرمی سے ہانڈی کی طرح اُن کا دماغ پکتا ہے۔

یارب صل وسلم دائمًا ابدًا علی نبیک خیر الخلق کلھم

فائدہ مخفی نہ رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین اور ابو طالب کا ایمان کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے لیکن بعضے علما نے لکھا ہے کہ یہ لوگ آپ کے معجزے سے زندہ ہو کر آپ پر ایمان لائے لہٰذا ہر مسلمان کو مناسب ہے کہ اس مقدمے میں سکوت اختیار کرے اور زیادہ کنج وکاؤ سے بچے اور اُن کی شان میں کوئی بے توقیری کا کلمہ زبان پر نہ لائے اس لیے کہ ایک بار کسی شخص نے ایک مسلمان کے باپ کو جو کافر تھا اُس مسلمان کے سامنے بُرا کہا اُسے بُرا معلوم ہوا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اُس نے شکایت کی آپ نے عمومًا اس تکلیف دینے کی ممانعت فرمادی اس روایت پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آبا و اجداد کا بُرے طور سے تذکرہ کرنا آپ کی ایذا کا باعث ہے اور آپ کی ایذا دہی کا نتیجہ ظاہر ہے۔

یارب صل وسلم دائمًا ابدًا علی نبیک خیر الخلق کلھم

روایت ہے کہ ابوطالب کی رحلت سے تین دن کے بعد ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی رحلت فرمائی ان دونوں عظیم الشان واقعوں سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ اُس سال کا نام عام الحزن رکھا گیا روایت ہے کہ جب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کھدی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس میں اُتر کر پہلے خود لیٹے اور اُن کے حق میں دعا فرمائی۔ لکھا ہے کہ چونکہ ان دنوں تک نمازِ جنازہ کا حکم نہیں ہوا تھا اس وجہ سے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی گئی روایت ہے کہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن کو یاد کیا کرتے تھے ایک بار اُن کی کسی ہمجولن نے دروازے پر آواز دی تو آپ کانپ گئے۔ اور کبھی بکری ذبح فرماتے تو اُن کی ہمجولن کو دیتے تھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت و امداد جو اُن سے ابتداے نبوت میں کی تھی اُس کی قدر آپ کو ہمیشہ رہی اور آپ اُن کی خالص محبت کو کبھی نہیں بھولے۔

روایت ہے کہ ایکبار جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا حضرت یہ خدیجہ آتی ہیں ان سے میرا سلام کہیے اور جنت میں ایک موتی کے گھر کی خوشخبری دیجیے اور اللہ تعالیٰ کا بھی سلام کہیے۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں کہا علیک السلام و علیہ السلام واللہ ہو السلام۔

روایت ہے کہ بعد وفات ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ معظمہ میں دو نکاح ہوے ایک سودہ بنت زمعہ سے جو پہلے شوہر سے جدا ہو گئی تھیں اور مکہ معظمہ سے آپ کے ساتھ بعد نکاح مدینہ طیبہ میں آئیں دوسرا نکاح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھ برس کی عمر میں مکہ میں ہوا اور نو برس کے سن میں ہم بستری کا اتفاق ہوا۔ اور اٹھارہ برس کے سن میں بیوہ ہو گئیں۔ ان دو بیبیوں کے سوا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور بیبیاں بھی تھیں چنانچہ بروقتِ رحلت آپ نے نو بیبیاں چھوڑیں جن میں

کہتے ہیں کہ ابو طالب کے مرتے ہی کفار کے دل سے بالکل دہشت نکل گئی اور بے دھڑک ہو کر ستانا اور دل کا غبار نکالنا شروع کیا۔ اس پر بھی آپ برابر اُن کی زیادتیوں کا تحمل فرماتے تھے اور ان کو اسلام کی طرف بلاتے تھے مگر وہ بدبخت کسی طرح اپنی کجروی سے باز نہ آئے اور آپ کی ہدایت قبول نہ کی آخر مجبور ہو کر آپ طائف کو تشریف لے گئے شاید وہاں کے لوگ کہنا مانیں اور اسلام لا کر حمایت دین میں سرگرم ہوں اس نظر سے آپنے قبیلہ ثقیف کو جو طائف میں تھا اسلام کی رغبت دلائی اُن میں تین شخص بڑے سردار تھے عبد یالیل اور مسعود اور حبیب۔ ان تینوں سرداروں اور وہاں کے سب شرفا کو نصیحت کی اور ایمان لانے کو فرمایا مگر کوئی راہ پر نہ آیا بلکہ غلاموں اور سفلہ مزاجوں نے اُن کے اغوا سے آپکو بہت ستایا اور نہایت بُرا برتاؤ کیا اس قدر پتھر مارے کہ آپ کا بدن زخمی ہو گیا اور نعلین مبارک خون سے تر ہو گئیں اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ جو آپکے خادم تھے اُن کا بدن پتھروں سے چُور چُور ہو گیا اور سر گویا ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گیا اور آپ چھبیس دن کے بعد وہاں سے غمگین ہو کر پھرے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ روز اُحد سے زیادہ بھی راہ الٰہی میں کبھی آپ کو ایذا پہنچی ہے تو آپ نے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ طائف سے پلٹتے وقت میں بیخود ہو کر جدہر منہ اٹھا اُدھر چل نکلا یہاں تک کہ جب مجھے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ قرن الثعالب میں ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کتنے ہی رات دن ایسے گزرے کہ ہمارے پاس کچھ کھانا نہ تھا الا اس مقدار کہ خادم کی بغل میں چھپ جاتا۔ علما لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی اسی سفر کا ہے کہ آپ کے ساتھ ایک خادم زید بن حارثہ کے سوا اور کوئی نہ تھا جب آپ قرن الثعالب میں پہنچے تو وہاں جبرئیل علیہ السلام آئے اور پہاڑوں کے موکل فرشتے کو ساتھ لائے اور بعد سلام عرض کیا اگر حکم ہو تو میں ان دونوں پہاڑوں کو جو طائف کے دونوں طرف ہیں ملا دوں

تاکہ اہلِ طائف دکرپس جائیں اور اپنے کیے کی سزا پائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں امید ہے کہ شاید اس گروہ سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے جو اُس کو یاد کریں اور دوست رکھیں نقل ہے کہ راستہ میں عتبہ اور شیبہ سرداران قریش کا ایک باغ تھا جب آپ وہاں پہنچے تو مالکانِ باغ نے بمقتضائے قرابت رحم کھا کر اپنے غلام عدّاس نامی کے ہاتھ جو نصرانی تھا کچھ انگور بھیجے آپ نے اُنکے کھانے سے پہلے کہا بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم عدّاس نے کہا کہ اپنی بستی میں تو مین نے یہ نام کبھی نہیں سُنا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ اُس نے کہا شہر نینوا کا آپنے فرمایا کہ نینوا میرے بھائی یونسؑ کی بستی کا نام ہے۔ عدّاس بولا کہ یونسؑ آپ کے بھائی کیونکر ہوے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی پیمبر تھے مین بھی پیمبر ہوں تب اُس نے آپکا نام پوچھا۔ آپنے فرمایا محمدؐ۔ عدّاس نے کہا کہ مین آپ کی تعریف توریت وانجیل میں دیکھکر مدت سے آپکی نبوت کا منتظر تھا یہ کہکر مسلمان ہوگیا اور آپ کے ہاتھ پاؤں آنکھوں سے لگائے اور چومے۔ جب عتبہ اور شیبہ کے پاس گیا تو اُنھوں نے چونکہ ہاتھ پاؤں چومتے دیکھا تھا کہنے لگے کہ اس شخص نے تجھ کو بھی فریب دیا اُس نے کہا کہ مین نے فریب نہیں کھایا۔ تحقیق یہ اللہ کے رسول ہیں ساری زمین پر ان سے بہتر کوئی نہیں ہے اور جب آپ بطنِ نخلہ مین جو مکہ سے ایک دن کی راہ ہے پہنچے اور رات کو وہاں رہے تو صبح کی نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوا کے آئے اور کلام الٰہی سنکر وہاں ٹھہر گئے اور جب آپ نماز پڑھ چکے تو ظاہر ہوے آپ نے اُن کو اسلام سے مشرف فرمایا اور اُنھوں نے جاکر اپنی قوم کو خبر دی سورہ احقاف مین وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے پھر آپ مکہ معظمہ کو تشریف لائے اور بدستور خلق اللہ کی ہدایت اور اسلام کی دعوت اور جہادِ نفس اور ریاضت میں مشغول رہے۔

یارب صلِّ وسلم دائماً ابداً　　علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم

معراج شریف کا بیان

نبوت سے بارہویں برس مکہ معظمہ میں رات کو اُم ہانی بنت ابی طالب کے گھر حضرت آرام فرما رہے تھے کہ دفعتہ چھت شق ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام آئے اور جنت سے براق ساتھ لائے اور آپ کو خواب راحت سے جگا کر مسجد حرام کو لے گئے اور وہاں سینہ و شکم مبارک کو چاک کر کے آب زمزم سے دھویا اور ایمان و حکمت سے کہ سونے کے طشت میں ساتھ لائے تھے بھر کر آپ کو براق پر جو تیز رفتاری میں سمند نگاہ سے آگے جاتا تھا سوار کیا۔ جامع ترمذی میں ہے کہ سوار ہوتے وقت براق شوخیاں کرنے لگا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے براق یہ شوخی نہ کر تجھ پر وہ شخص سوار ہوتا ہے جو اللہ جلشانہ کا محبوب خاص حبیب سراپا اختصاص ہے۔ براق یہ سنتے ہی شرم سے پسینے پسینے ہو گیا اور بعضے کتب تواریخ میں ہے کہ براق نے التجا کی کہ قیامت کے دن بھی آپ میری ہی پشت پر سوار ہوں اور آپ نے اُس کی التجا قبول فرمائی وہ رام ہو گیا اور آپ سوار ہو کر جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کو تشریف لے گئے وہاں انبیا علیہ السلام کی ارواح کرام کے امام ہو کر نماز کی دو رکعتیں پڑھیں سب پیغمبر شکر الٰہی بجالائے اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے حمد الٰہی میں خطبہ پڑھا اور اُس میں اُن نعمتوں کا ذکر کیا جو اُن سے علاقہ رکھتی تھیں۔
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اُن نعمتوں کا بیان فرمایا جو اللہ جلشانہ کی بارگاہ سے آپ کو عنایت ہوئیں جن سے آپ کی فضیلت سب انبیائے کرام پر ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن نعمتوں اور اُن صفتوں کو سنکر اور انبیا کی طرف خطاب کر کے فرمایا **بِهٰذَا فَضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ** انہیں صفات کے سبب سے محمد تم سے افضل ہوئے اس کے بعد حضرت نے عروج فرمایا اور پہلے آسمان تک پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا جو فرشتہ دروازہ آسمانِ اول کا دربان تھا اُس نے پوچھا کون ہے جبرئیل

نے اپنا نام بتایا پھر اُس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اُس دربان نے کہا کیا وہ بُلائے گئے ہیں جبرئیل نے کہا ہاں تب اُس نے کہا مَرحَبًا بِه فَلَنِعْمَ الْمَجِیُٔ جَاءَ خوشی ہو اُنھیں کیا اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا آپ آسمانِ اول میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں سلام کیجئے آپ نے سلام کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے جواب سلام کا دیکر کہا۔ مَرحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ خوشی ہو فرزند نیک اور نبی نیک کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دہنی طرف گوری گوری صورتیں اور بائیں طرف کالی کالی صورتیں ہیں وہ دہنی طرف کی صورتوں کو دیکھکر خوش اور بائیں طرف کی شکلوں کو دیکھ کر ناخوش ہوتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ یہ نکتہ حل ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا دہنی طرف ان کی نکوکار اولاد ہے اور بائیں طرف گنہگار۔ یہ جنتی اولاد کو دیکھ کر مسرور اور دوزخی اولاد کو دیکھ کر ملول ہوتے ہیں۔

سیر آسمان دوم

پھر حضرت دوسرے آسمان کی طرف تشریف لے گئے وہاں بھی یہی معاملہ پیش آیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا اور دربان نے پوچھا کون ہے جبرئیل علیہ السلام نے اپنا نام بتایا اُس نے پوچھا تمھارے ساتھ کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دربان نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں تو اُس نے مَرحَبًا بِه فَلَنِعْمَ الْمَجِیُٔ جَاءَ کہکر دروازہ کھول دیا اور آپ آسمان دوم میں داخل ہوئے تو حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا اور جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ دونوں خالہ زاد بھائی یحیٰی و عیسیٰ ہیں انھیں سلام کیجئے آپ نے سلام کیا ان دونوں صاحبوں نے

جوابِ سلام دیکر کہا مَرحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ یعنی خوشی ہو نیک بھائی اور نیک نبی۔ پھر آپ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں بھی جبرئیل و دربانِ آسمان سے وہی گفتگو ہوئی اور آپ داخل ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام کے بتانے سے پہچان کر سلام کیا اور جوابِ سلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی مَرحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ کہا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ نصف حسن اللہ جلشانہ نے آپ کو مرحمت فرمایا ہے اور نصف میں سارے عالم نے بقدرِ حصہ پایا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف فرما ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام اور دربان سے گفتگو کے بعد دروازہ کھلا اور حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے بھی وہی کلمات مرحبا کہے اور چاہیے تھا کہ ابن صالح فرماتے اس لیے کہ مثل حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے آپ بھی اجداد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہیں مگر منقول ہے کہ اخ الصالح ہی فرمایا۔ علما نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ براہ تعظیم ایسا فرمایا گیا۔ اسی طرح آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے اور معمولی گفتگو کے بعد دروازہ کھلا اور آپ داخل ہوئے تو حضرت ہارون علیہ السلام سے سلام کا جواب اور وہی آواز مرحبا بدستور سابق سنی پھر اسی طرح آسمان ششم پر پہنچکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام روئے اور کہا کہ میرے بعد یہ نوجوان پیغمبر ہوا اور اسکی اُمت کے لوگ میری اُمت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے۔ مقصود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کہنے سے صرف اپنی امت کی نافرمانیوں پہ تاسف تھا پھر آپ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح قیل و قال کے بعد دروازہ کھلا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی کہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور آپنے فرمایا ہے کہ بیت المعمور میں ستر ہزار فرشتے نئے ہر روز داخل ہوتے ہیں۔ الغرض وہاں بھی جبرئیل علیہ السلام کے بتانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانا اور سلام کا جواب اور کلمہ

مرحبا سنا پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب تشریف لے گئے وہ ایک عظیم الشان عمدہ بیری کا درخت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُس کے پتے ایسے ہیں جیسے ہاتھی کے کان اور اُسکے بیر ایسے ہیں جیسے شہر حجر کے بڑے مٹکے اور اس درخت پر بے شمار پتنگے سونے کے یعنی فرشتے اس صورت پر تھے۔ وہاں سے جب آگے بڑھنے کا قصد فرمایا تو جبریل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے آپ نے سبب پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ مجھے یہاں سے آگے بڑھنے کی مجال نہیں اگر بال برابر پرواز کروں تو تجلیاتِ الٰہی کی روشنی مجھے پھونکدے۔ کتبِ سیر میں لکھا ہے کہ وہاں سے آپ نے براق کو چھوڑا اور رفرف پر جو ایک زرین نورانی سبز مسند سے مشابہ تھا سوار ہوئے اور وہ تختِ رواں کے مانند آپ کو مقاماتِ آسمانی اور حجاباتِ نورانی کی سیر دکھاتا ہوا عرشِ عظیم تک لے گیا۔ اور اللہ جلشانہ سے آپ کو ایسا قرب ہوا کہ کسی نبی اور کسی ملکِ مقرب کو حاصل نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی خاص کے خلعت سے آپ کا مرتبہ بڑھایا اور اپنے دیدار و کلام سے مشرف فرمایا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شرفِ قربِ اتم سے شرفیاب ہوئے تو بالہام ربانی آپنے کہا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ یعنی سب عبادتیں زبانی اور بدنی اور مالی خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور اللہ جلشانہ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی سلام تجھ پر اے نبی اور رحمت خدا کی برکتیں اُس کی پھر آپ کی زبانِ مبارک پر آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی سلام ہم پر اور خدا کے سب نیک بندوں پر پھر فرشتوں نے کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی گواہی دیتا ہوں کہ عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے اُس کے ہیں اور رسول اُس کے۔ تکملہ حضرت کا اُس غایت قرب و امتیاز کے بعد التحیات کہنا ایسا ہوا جیسے دربارِ شاہنشاہی میں حاضر ہوتے وقت آداب و تسلیمات بجالاتے ہیں اور حق تعالیٰ جلشانہ کا السلام علیک فرمانا ایسا ہے جیسے بادشاہ

اپنے مقرب کا سلام کمال مہربانی اور توقیر سے لیتے ہیں پھر آپ کا السلام علینا کہنا ایسا
ہوا جیسا مقربانِ شاہی جب توجہ بادشاہی اپنی طرف دیکھتے ہیں تو علو ہمت سے اور لوگوں
کو بھی یاد کرتے ہیں تاکہ وہ بھی مراحمِ بادشاہی سے فیضیاب ہوں اور ملائکہ کا اشہد ان لا اله
الا الله کہنا ایسا ہے جیسے حضارِ دربارِ سلطانی کسی مقرب بارگاہِ خاقانی پر عنایت خاص
اور مکرمت سراپا اختصاص دیکھکر بادشاہ کی مدح و ثنا اور اس مقرب بارگاہ کی ستائش
اور قابلیت اور استحقاقِ تقرب بیان کرتے ہیں چونکہ نماز معراج مومنین ہے اسلیے جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ رتبۂ معراج یاد رکھنے کے واسطے نماز میں
وقت قعود یہ پوری عبارت التحیات سے آخر تک پڑھی جاے اور ہنگام نشست اسلیے
اس کے پڑھنے کا حکم ہوا کہ حالتِ قعود نسبت قیام و رکوع و سجود کے زیادہ تر بندے کی
توقیر پر دلالت کرتی ہے گویا شاہنشاہ کے حضور سے بندے کو حضور میں بیٹھنے کی اجازت
حاصل ہوئی نکتہ گنہگاروں کے دل میں یہاں یہ خلجان ہوتا ہے کہ حضرت شفیع المذنبین نے
ایسے وقت میں خاص عباد صالحین کو یاد فرمایا اور گنہگاروں کا ذکر نہ کیا اس خلجان کو بعضے
بزرگوں نے یوں دفع کیا ہے کہ آپ نے ذکر صالحین سے پہلے جو السلام علینا بصیغۂ متکلم
مع الغیر فرمایا ہے وہاں بنظرِ غایتِ رحمت و کمالِ مرحمت کے گنہگارانِ امت کو اپنے
ساتھ یاد فرمایا ہے اور اس پردے میں اپنی تواضع اور انکسار اور گنہگاروں کے ساتھ
خصوصیت کا اظہار کیا ہے۔ آپ رحمۃ للعالمین ہے گنہگاروں کو کیونکر بھول جاتے
اور ایسے وقت میں کیونکر یاد نہ فرماتے مخفی نرہے کہ حق تعالیٰ جلشانہ نے شبِ معراج
میں ایسے ایسے علوم اور ایسی ایسی نعمتوں سے حضرت کو مستفیض فرمایا جو ادراک بشری و
ملکی سے باہر ہیں اور خود خداے تعالیٰ نے بھی اُن کو صاف صاف ذکر نہیں کیا بلکہ اشارۃً
فرمایا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ کہ وحی کی اور
اُس رات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے پچاس وقت کی نمازیں آپ کی امت پر فرض کیں۔

مگر جب حضرت وہاں سے پلٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے پوچھا
کہ تمہاری اُمت پر کیا فرض ہوا آپ نے فرمایا کہ ہر روز پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں
موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پچاس وقت کی نمازیں تمہاری اُمت سے ہرگز ادا نہ ہوسکینگی
مین نے بنی اسرائیل کا معاملہ دیکھا ہے مجھے خوب تجربہ ہوچکا ہے تم اپنے رب کے پاس
جاؤ اور اپنی امت کے واسطے عبادت میں تخفیف چاہو۔ آپ حسب مشورہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام پھر گئے اور تخفیف عبادت کی درخواست کی خدائے تعالیٰ نے دس نمازوں
کی تخفیف کی پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو اُنھوں نے
وہی بات کہی کہ چالیس نمازیں بھی تمہاری امت سے نہ ہوسکین گی آپ پھر حضور میں آئے
اور دس نمازوں کی اور تخفیف ہوئی اسی طرح بار بار التجا قبول ہوتے ہوتے پانچ وقت
کی نمازیں فرض رکھی گئیں موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ پانچ وقت کی نمازوں کا التزام بھی
دشوار ہے پھر جاؤ اور تخفیف چاہو۔ آپ نے فرمایا کہ اب مجھے بارگاہ الٰہی میں عرض
کرتے شرم آتی ہے کہ پچاس سے پانچ نمازیں رہی ہیں اب تو مین نے یہ پانچ نمازیں قبول کرلیں
اُس وقت عرش سے آواز آئی کہ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ یعنی پورا کیا
مین نے فرض اپنا اور تخفیف کی اپنے بندوں سے حاصل مدعا یہ ہوا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا
قرار دیا پس پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے ثواب کے برابر ملیگا۔ یعنی جتنی نمازیں خدا تعالیٰ
نے پہلے فرض کی تھیں ثواب کے اعتبار سے اُتنی ہی رہیں اور بندون پر آسانی بھی ہوگئی
کہ پانچ ہی نمازیں پڑھا کریں اور پچاس کا ثواب پایا کریں **فائدہ** صحیح بخاری شریف میں تو فرض
ہونا پچاس نمازوں ہی کا شب معراج میں اور تخفیف ہو کر پانچ نمازوں کا رہنا مذکور ہے
روزون کا کچھ ذکر نہیں مگر بعض اور کتابوں میں چھ مہینے کے روزوں کا فرض ہونا اور تخفیف ہوکے
ایک مہینے کے رہ جانا بھی آیا ہے **فائدہ** حضرت کے سامنے شب معراج میں تین پیالے
پیش کیے گئے۔ ایک دودھ کا دوسرا شہد کا تیسرا شراب کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ

لے لیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اَخْتَرْتَ الْفِطْرَۃَ تم نے اختیار کیا فطرتِ اسلام کو
اس لیے کہ مدار حیاتِ انسانی کا کھانے پینے پر ہے اور دودھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا لطیف و
نافع بنایا ہے کہ کھانے پینے دونوں کا کام دیتا ہے پس جس طرح ایمان مادہ حیاتِ روحانی
ہے اسی طرح دودھ مادہ حیات جسمانی اور ایمان و اسلام و شریعت کی صورت مثالی ہے تو
آپ نے دودھ کو اختیار کیا تاکہ آپ کی امت میں ایمان و اسلام و شریعت اعتدال کے ساتھ
قائم رہے بعض روایات میں ان پیالوں کا پیش ہونا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس مذکور ہے اور بعض
میں بیت المقدس کے نزدیک۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق کے لیے علما نے دونوں جگہ
پیش ہونا لکھا ہے **فائدہ** شبِ معراج میں آپ نے بہشت و دوزخ کی بھی سیر کی اور
بہت سے امورِ عجیبہ دیکھے لیکن ان امور کا ذکر جو کتب تاریخ میں ہے حدیث کی معتبر کتابوں میں
نہیں ہے مشکوۃ المصابیح کی کتاب الرؤیا میں بروایت بخاری ایک حدیث ہے جسمیں
اس قسم کی باتوں کا خواب میں دیکھنا آیا ہے۔ جسے لوگ سیرِ شبِ معراج سمجھ کر قصہ معراج
میں ذکر کرتے ہیں اور وہ درحقیقت معراج منامی کا واقعہ ہے اس جگہ وہ حدیث ذکر کیجاتی ہے

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعد نمازِ صبح لوگوں سے استفسار فرمایا کرتے تھے کہ
تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرو جو کوئی بیان کرتا اُس کی تعبیر دیا کرتے تھے۔ ایکدن
ہنگام استفسار کسی نے کوئی خواب بیان نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کہ رات میں نے
دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے اُٹھا کے لے چلے اور ایک بڑے میدان
میں پہنچے وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اُس کے سر کے پاس ایک شخص
ہاتھ میں آنکڑا لیے ہوئے کھڑا ہے اور اُس آنکڑے کو اُس بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں ڈالکر
ایک طرف کا گلپھڑا پشت تک چیر ڈالتا ہے اور جب تک ایک بار ایک گلپھڑا چیر کر دوسرا
گلپھڑا چیرتا ہے تو پہلا گلپھڑا درست ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو میرے ہمراہی

جو دو شخص تھے اُنھوں نے کہا کہ آگے چلو مین آگے بڑہا تو دیکھا کہ ایک آدمی چت پڑا ہوا
ہے اور ایک شخص اُس کے سر کے پاس کھڑا ہوا اِس زور سے اُس کے سر پر پتھر مارتا ہے
کہ سر اُس کا پچک کر دماغ پاش پاش ہو جاتا ہے اور پتھر اُس کے سر پر لگ کر دُور جا پڑتا ہے
اور یہ پتھر مارنے والا جب تک اُس کو اُٹھا کر لاتا ہے تب تک وہ زخم درست ہو جاتا ہے
پھر وہ پتھر مارتا ہے اور یہی حالت گزشتہ پیش آتی ہے۔ مین نے یہ ماجرا دیکھکر ساتھیوں
سے پوچھا یہ کون ہیں اُنھوں نے کہا کہ آگے چلو مین آگے بڑہا تو دیکھا ایک غار باہر
سے تنگ اور اندر سے کشادہ تنور کی مثل ہے جس میں آگ بھڑک رہی ہے اور کچھ
ننگے مرد اور کچھ ننگی عورتیں اُس آگ میں جل رہی ہیں اور آگ اِس زور سے بھڑک رہی ہے
کہ شعلوں کی بھڑک اُن مردوں اور عورتوں کو نیچے سے اوپر لے جاتی ہے یہانتک
کہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے اور جب اشتعال کم ہو جاتا ہے تو پھر نیچے کی طرف
چلی آتی ہے۔ مین نے پوچھا کہ یہ کون ہیں ساتھیوں نے کہا کہ آگے چلو مین آگے بڑہا
تو دیکھا کہ خون کی ایک نہر ہے اور ایک آدمی اُس نہر میں پڑا ہے۔ جب باہر نکلنا چاہتا
ہے تو ایک آدمی نہر کے کنارے چھوٹے چھوٹے گولوں سے مارتا ہے کہ وہ نکل
نہیں سکتا مین نے پوچھا یہ کون ہے۔ میرے ہمراہیوں نے وہی کہا کہ آگے چلو مین
آگے بڑہا تو دیکھا کہ ایک سرسبز باغ ہے اور اُس میں ایک بڑا درخت ہے اُس
کی جڑ مین ایک بوڑہا آدمی اور کچھ لڑکے اُس کے قریب ہیں اور وہاں سے تھوڑے
سے فاصلہ پر ایک شخص آگ جلا رہا ہے مجھ کو وہ دونوں میرے ساتھی درخت پر
چڑہا لے گئے۔ درخت کے اندر ایک نہایت خوشنما اور زیبا گھر ملا اُس گھر میں اُتارا
مین نے دیکھا کہ اُس گھر میں کچھ بوڑھے اور جوان مرد ہیں اور کچھ عورتیں اور لڑکے ہیں
پھر اُس گھر سے نکالکر درخت پر چڑہایا اور دوسرے گھر میں جو پہلے گھر سے بھی اچھا تھا
اُتارا وہاں بھی کچھ بوڑھے کچھ جوان آدمی نظر آئے مین نے اپنے ہمراہیوں سے

کہاکہ تم نے مجھے تمام رات پھرایا اور اب تک کچھ نہ بتایا۔ تب اُنھوں نے سرے سے بیان
کرنا شروع کیا کہ جس کے کلپھڑے چیرے جاتے ہیں وہ ایسا جھوٹ بولنے والا
شخص ہے کہ اُس کی جھوٹی بات مشہور ہو جاتی ہے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا ہے وہ
قرآن یاد کر کے راتوں کو سو رہنے والا ہے۔ جو شب کو قرآن نہیں پڑھتا اور دن کو اُسکے
موافق عمل نہیں کرتا۔ اور برہنہ مرد اور عورتیں جو آگ میں جلتی ہوئی نظر آئیں وہ زناکار مرد
اور عورتیں ہیں۔ اور خون کی ندی میں ڈوبا ہوا آدمی سُود کھانے والا ہے اور بوڑھا آدمی
جو درخت کی جڑ میں دیکھا گیا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور لڑکے سب اُنکی اولاد ہیں
اور آگ جلانے والا دوزخ کا داروغہ ہے جس کا نام مالک ہے اور درخت پر چڑھ کر
پہلا گھر جو دیکھا وہ مومنین کا گھر بہشت میں ہے اور دوسرا گھر پہلے سے بہتر شہدا کا گھر
ہے۔ اور ہم دونوں جبرئیل و میکائیل ہیں۔ اب تم سر اُٹھا کر دیکھو میں نے دیکھا تو ایک
ابر سفید نظر آیا اُن دونوں فرشتوں نے کہا کہ یہ تمہارا گھر ہے میں نے کہا چھوڑو تو میں اپنے
گھر کو جا کر دیکھوں اُن فرشتوں نے کہا کہ ابھی تمہاری عمر باقی ہے اُس کے پورے
کیے بغیر اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ روایت ہے کہ جب بعد تقربِ خاص
آپ نے معراج سے مراجعت فرمائی تو مشہور ہے کہ ابھی بستر آپکا گرم تھا اور حجرے کی
زنجیر ہلتی تھی۔ روضۃ الاحباب میں حضرت کی آمد و رفت کا زمانہ تین ساعت لکھا ہے اور
شیخ مجدد الف ثانی اور بعض اور صوفیۂ کرام نے لکھا ہے کہ معراج میں آپکا تشریف لیجانا
از قبیل سفر و سیر عالمِ آخرت تھا اُس عالم میں بڑی گنجائش ہے کہ ایک لمحے میں صدہا
برس کے کام ہو سکتے ہیں پھر جب آپ نے صبح کو شبِ معراج کا حال بیان فرمایا تو کفار
نے انکار کیا اور بے ادبی سے قہقہے مارنے لگے اور بعض نے دوڑ کر ابی بکر صدیق سے
کہا کہ کیا اب بھی تم محمدؐ کو سچا کہو گے چل کر سُنو تو وہ کہتے ہیں کہ رات میں بیت المقدس
اور سب آسمانوں کی سیر کر آیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو